ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۸/جنوری ۲۰۰۰ء شمارہ ۴

۲۱/شوال ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۲۸/صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی

اعمال کے شر سے بچنے کی دعا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

”اے اللہ میں ان کاموں کے شر سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کئے اور ان کاموں کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کئے“۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فی الادعیة)

خلاصہ درس قرآن کریم رمضان المبارک ۱۹۹۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان المبارک کے دوران مسجد فضل لندن میں درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔ اس درس قرآن کا خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کرکے قارئین کی خدمت میں قسط وار پیش کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ اختتام درس تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔ (مدیر)

درس قرآن کریم ۲۰/دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ المائدہ آیت ۵۸ تا ۷۵)

آیت نمبر ۵۸: ”یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّ لَعِبًا......... الخ“۔ اس آیت کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ ”دوسری جگہ تو ان لوگوں سے دوستی سے منع کیا تھا جن سے جنگ ہوتی ہے۔ یہاں ان لوگوں سے منع کیا ہے جن سے جنگ نہیں ہوتی مگر وہ دین سے ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ایک حکم جنگ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ایک امن کے ساتھ۔ پہلے سیاسی پہلو کو مد نظر رکھ کر روکا تھا اور اب مذہبی پہلو کو مد نظر رکھ کر روکا ہے۔ فرماتا ہے کہ جو لوگ تمہارے دین سے تمسخر کرتے ہیں ان سے دوستی نہ رکھو۔ یہ لوگ خواہ حربی ہوں یا نہ ہوں ان سے دوستی جائز نہیں۔ یہ دوستی بڑی بے غیرتی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ انسان ان سے مطلق بات نہ کرے یا انہیں تبلیغ نہ کرے“۔

آیت نمبر ۵۹: ”وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا......... الخ“۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رنجیت سنگھ کے وقت یہ مشہور تھا کہ اگر اذان کی آواز کھانا کھاتے وقت کسی سکھ کے کان میں پڑ گئی تو کھانا بھرشٹ ہو جاتا ہے اور چونکہ اذانیں پانچوں وقت ہونی ہوتی ہیں اس لئے سکھوں کو بڑی مشکل پڑی ہوئی تھی۔ وہ رنجیت سنگھ کے پاس شکایت لے کر گئے۔ وہ دانا آدمی تھا۔ اس نے مسلمانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم اذان کیوں دیتے ہو اور انہیں خواہ مخواہ مشکل میں ڈالتے ہو۔ مسلمانوں نے بتایا کہ ہم تو اذان اس لئے دیتے ہیں کہ اعلان ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور پانچ وقت روزانہ ہوتی ہے۔ ہم مان جاتے ہیں کہ اذان نہیں دیں گے لیکن ہمیں گھروں میں اطلاع کروانے کا انتظام کروا دیا جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ چنانچہ رنجیت سنگھ نے سکھوں سے کہا کہ مسلمانوں کی اذانیں میں بند کرواتا ہوں لیکن تمہاری ڈیوٹی یہ ہو گی کہ ان کی نمازوں کے اوقات میں ان کے گھروں میں جا کر بتاؤ کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ سکھ اس سے بہت خوش ہوئے لیکن چند ہی دنوں میں چیخ اٹھے کہ نہیں ہماری توبہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ ہمیں کھانا بھرشٹ ہونا منظور لیکن دن میں پانچ مرتبہ گھروں میں جا کر نمازوں کے اوقات کا بتانا منظور نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تو پرانے زمانوں کے تھے جن میں دانا بھی تھے جو اذان میں مدد کرتے تھے۔ آج کل تو ایسے سکھوں کی پاکستان میں حکومت ہے جو اذانوں میں مدد دینے کی بجائے اذانوں سے روکتے ہیں۔

آیت نمبر ۶۱: ”قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ مَثُوْبَۃً عِنْدَ اللّٰہِ......... الخ“۔ حضور نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اَلْخَنَازِیْر سے مراد ”مال دنیا کا حریص اور شہوت کا حریص“ لیا ہے۔ عَبَدَ الطَّاغُوْت سے ”حد سے نکلنے والے کا فرمانبردار“ اور سَوَآءَ السَّبِیْلِ سے ”پاک، عمدہ، قریب راہ“ لیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں ”یہ اس وقت کے لکھے پڑھے سجادہ نشین، خدا کی کتاب مقدس

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

میدان جہاد اور تبلیغ میں پوری کوشش کرو۔ آگے بڑھو اور دلیرانہ سارے ایسے معرکے سر کرو جو حقیقۃً آپ کے لئے مقدر کئے جا چکے ہیں

خدا کرے کہ ہم اس سال بھی گزشتہ سال کی نسبت دوگنا ہونے کا یعنی ایک کروڑ سے دو کروڑ ہونے کا نظارہ دیکھ لیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴/جنوری ۲۰۰۰ء)

لندن (۱۴/جنوری ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا جو سیٹلائٹ کی وساطت سے ساری دنیا کے مختلف علاقوں میں Live نشر ہوا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ حٰم سجدہ کی آیات ۳۴ تا ۳۶ ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ .... وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ﴾ کی تلاوت کرنے کے بعد ان کا ترجمہ بیان فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان کا بابرکت مہینہ جہاں بہت سی نیکیاں چھوڑ کر گیا ہے وہاں ایک یاد دہانی بھی کرا گیا ہے کہ اب باہر نکلو اور میدان جہاد اور تبلیغ میں پوری کوشش کرو۔ امسال جماعت کا بہت عظیم پروگرام ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس سال بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کی نسبت دوگنا نئے احمدی شامل ہونگے۔ اس لئے تبلیغ کے میدان میں پوری کوشش کریں اور ہر میدان کو فتح کریں جس کا سہرا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر کر رکھا ہے۔ یاد رکھیں کبھی کسی اور کو ایک سال میں ایک کروڑ کی شمولیت کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ یہ بندہ کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ اسلئے آج میں تبلیغ کے بارہ میں خطبہ دے رہا ہوں۔ آپ پوری کوشش کریں۔ آگے بڑھو اور دلیرانہ سارے ایسے معرکے سر کرو جو حقیقۃً آپ کے لئے مقدر کئے جا چکے ہیں۔

رمضان کے بعد اب آئندہ سال کا پروگرام شروع ہو چکا ہے اور جب سب میدان میں نکلیں گے تو بہت سی باتیں غصہ دلانے والی ہوتی ہیں لیکن حدیث رسولؐ کے مطابق ایسے مواقع پر صبر کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح تکلیفیں بھی پہنچتی ہیں لیکن درگزر سے کام لینا چاہئے۔ ”حضرت ابن عباسؓ نے آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کی تفسیر یہ بیان فرمائی ہے کہ غصہ کے وقت صبر کرنا اور تکلیف پہنچنے پر معاف کرنا۔ پس جب لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کے دشمن کو ان کے آگے جھکا دے گا“۔

(بخاری کتاب تفسیر القرآن)

حضور انور نے احباب جماعت کو تلقین فرمائی کہ آنحضورؐ کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے رشتہ داروں کو سب سے پہلے انذار کریں۔ آنحضورؐ کبھی اپنے کسی رشتہ دار کو تبلیغ کرنے سے نہیں گھبرائے۔ اس لئے یاد رکھیں کہ قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق پہلے عمل کریں اور پھر دعوت الی اللہ کریں۔ اس طرح جتنے بھی آپ کے ذریعہ ہدایت پائیں گے ان کی نیکیاں بھی آپ کے لئے لکھی جائیں گی اور پھر مزید آگے یہ سلسلہ بڑھے گا۔ اس کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔

باقی صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل وخوار ہیں جیسے بندر۔وہ ایسے شہوت پرست اور بے حیا ہیں جیسے خنزیر۔اس سے اندازہ کرو ان لوگوں کا جو پڑھے لکھے نہ تھے،جو موسیٰ کی گدی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے۔پھر یہ تو ان کے اخلاقِ بد،عاداتِ بد یا عزت وذلت کی حالت کا نقشہ ہے............"۔

(الحکم ۱۰/ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ۸۔حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسیٰ بن مریم ہی ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔جیسے یہودیوں کے نام خدائے تعالیٰ نے بندر اور سؤر رکھے اور فرمایا دیا۔وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْر ایسا ہی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرمادیا وَجَعَلْنٰكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ"۔(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ خداتعالیٰ نے اس آیت میں وَجَعَلَ مِنْهُمْ فرمایا ہے یعنی ان میں سے بعض کو بندر اور سؤر بنادیا۔جَعَلَهُمْ نہیں فرمایا۔اس سے الٰہی کلام کی عظمت اور صداقت کا پتہ چلتا ہے۔

آیت نمبر ۶۲: "وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْآ اٰمَنَّا............الخ"۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل بھی بعض اس قسم کے یہودی منافق ہیں جو بظاہر احمدی ہو جاتے ہیں۔جن میں سے بعض تو باہر نکلنے کے لئے شامل ہوتے ہیں تاکہ اپنے اسی کفر کے ساتھ ہی باہر نکل جائیں اور بعض جماعت کے اندر کے راز لینے کے لئے ہوتے ہیں۔اندرونی راز تو جماعت کے کوئی ہیں ہی نہیں لیکن بہر حال ایسے چالاکوں کا پتہ بھی چل جاتا ہے۔ مثلاً بعض دفعہ فیکس آجاتی ہے کہ میں بہت مخالف ہوتا تھا اب خدا کے فضل سے مجھ پر صداقت کھل گئی ہے۔ آپ سے ملنے کو بہت دل کرتا ہے۔آپ مجھے جلدی سے خرچ دے کر بلالیں۔

آیت نمبر ۶۵: "وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ............الخ"۔علامہ ابن جریر الطبری لکھتے ہیں کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خبر ہے یہود کی ان جسارتوں پر جو وہ اپنے رب کے بارہ میں کرتے تھے کہ خدا کی طرف ایسی صفات منسوب کرتے تھے جو اس میں نہیں............اور اس آیت کے ذریعہ ان کی سرزنش کی گئی ہے اور اس میں خدا نے اپنی طرف سے اپنے نبی کی تعریف کی ہے............"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یہود نے کہا کہ خدا کا ہاتھ باندھا ہوا ہے یعنی جو کچھ ہے انسان کی تدبیروں سے ہوتا ہے اور خدا اپنے قادرانہ تصرفات سے عاجز ہے۔سو خدا نے ہمیشہ کے لئے یہودیوں کے ہاتھ کو باندھ دیا ہے تا اگر ان کے فکر اور ان کی تدبیریں کچھ چیز ہیں تو ان کے زور سے دنیا کی حکومتیں اور بادشاہتیں حاصل کر لیں"۔

(براھین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۴۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ خداتعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اس لئے ہمارے مخالف مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ آخری زمانہ میں ایک خونی مہدی ظاہر ہوگا جو تمام عیسائیوں کو ہلاک کر دے گا اور زمین کو خون سے بھر دے گا اور یہ کہ جہاد اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک وہ ظاہر نہ ہو اور اپنی تلوار سے ایک دنیا کو ہلاک کر دے،ہرگز درست نہیں اور قرآن کریم کے اس نص صریح کا مخالف ہے۔

آیت نمبر ۶۷: "وَلَو اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ......الخ۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں بھی خداتعالیٰ نے سب یہود کو موردالزام نہیں ٹھہرایا ہے بلکہ یہی فرمایا ہے کہ ان میں سے ایک گروہ میانہ رو ہے۔

آیت نمبر ۶۸: "يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ....الخ۔حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ کی حفاظت کی خاطر پہرہ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی۔اس پر آنحضرتؐ نے اپنے خیمہ سے سر باہر نکالا اور (پہرہ دینے والے) صحابہؓ سے فرمایا "اے لوگو! چلے جاؤ۔اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے"۔(سنن الترمذی کتاب التفسیر۔تفسیر سورۃ المائدہ)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی ذات سے فرمایا تھا۔خلفاء کو یہ غلطی لگی کہ انہوں نے اس سے خلفاء کی حفاظت کی ذمہ داری مراد لے لی۔اس غلطی کی وجہ سے بعض خلفاء پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے اور نقصان ہوا۔

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ میں بھی خلفاء کی حفاظت کی ذمہ داری کا وعدہ گو خداتعالیٰ نے براہ راست تو نہیں فرمایا اگرچہ حفاظت خداتعالیٰ فرماتا ہے لیکن احتیاطی تدابیر بہر حال کرنی ضروری ہوتی ہیں،جو کی جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ شیعہ مفسر یہاں بھی حضرت علیؓ کو درمیان میں لے آتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے اپنی نبی کو حکم دیا تھا کہ علی مرتضیٰ کو اپنی بجائے کل آدمیوں پر حاکم مقرر کر دیں اور لوگوں کو بھی اس امر سے مطلع کر دیں۔لیکن آنحضورؐ (نعوذ باللہ) اس اندیشہ سے کہ یہ امر میرے صحابہ میں سے ایک گروہ کو ناگوار گزرے گا،رک گئے۔حضور نے فرمایا یہ نہایت لغو اور گستاخانہ استنباط ہے۔

حضور نے فرمایا کہ باوجود انتہائی مخالفت اور دشمنوں کی ہر طرح کی کوششوں کے آنحضورؐ کا محفوظ رہنا اور قتل نہ کیا جانا بہت بڑا معجزہ ہے جو قرآن کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

"آنحضرتؐ کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس۔اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخرزمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا"۔

(بدر جلد ۴ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۴/ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

چنانچہ یسعیاہ باب ۴۲ آیت ۶ میں ہے "میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا"۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا ظاہری تدابیر بہر حال کرنی ضروری ہوتی ہیں اور خدا کی تقدیر کو آزمانا نہیں چاہئے۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔وہ وعدہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس کا ہے۔ پس اسے کوئی مخالف آزمالے اور آگ جلا کر ہمیں اس میں ڈال دے،آگ ہرگز ہم پر کام نہ کرے گی اور وہ ضرور ہمیں اپنے وعدہ کے موافق بچالے گا۔لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم خود آگ میں کودتے پھریں۔یہ طریق انبیاء کا نہیں۔خداتعالیٰ فرماتا ہے 'وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ' (البقرہ:۱۹۶) پس ہم خود آگ میں دیدہ دانستہ نہیں پڑتے بلکہ یہ حفاظت کا وعدہ دشمنوں کے مقابلہ پر ہے کہ اگر وہ آگ میں ہمیں جلانا چاہیں تو ہم ہرگز نہ جلیں گے"۔(البدر جلد ۲ مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۷۳)

حضور نے فرمایا کہ بعض جاہل علماء نے انگلستان میں بھی مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں مجھے کہا کہ آپ اور میں دونوں کسی ایک بلند عمارت پر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں سے چھلانگ لگاتے ہیں۔پہلے آپ چھلانگ ماریں اگر آپ زندہ بچ گئے تو پھر میں بھی چھلانگ ماروں گا۔میں نے کہا کہ تم تو وہی شیطان لگتے ہو جو مسیحؑ کو پہاڑی پر لے گیا تھا اور چھلانگ مارنے کا کہا۔مسیحؑ نے کہا کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم ہی شیطان ہو۔

آیت نمبر ۷۰: "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا ....الخ"۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے معنی یوں کئے ہیں کہ "یعنی جو لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ "فرمایا کہ وہ جو اللہ پر ایمان لاتے اور آخرت پر اور نیک عمل کرتے ہیں ان پر زمانہ آتا ہے کہ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ہونگے۔خوف و حزن سے محفوظ ہونگے یعنی آخر اسلام غالب آئے گا......"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجوس ستارہ پرستوں کو بھی کہتے ہیں اور دیگر انبیاء پر ایمان لانے والوں کو بھی مجوس کہا جاتا ہے۔یہاں دوسرے معنی زیادہ مناسب لگتے ہیں۔

آیت نمبر ۷۳: "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ....الخ"۔حضور نے فرمایا کہ یہاں حضرت عیسیٰؑ واضح طور پر تمام بنی اسرائیل کو خواہ وہ خداتعالیٰ کے حقیقی عباد تھے یا نہیں ایک خدا کی عبادت کرنے کا حکم دے رہے ہیں کہ اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب ہے۔اس لئے مسیح پر یہ الزام غلط ہے کہ آپ نے اپنی پرستش کا حکم دیا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "عیسائیوں میں تین گروہ ہیں (۱) بعض کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔وہ مسیح کو خداتعالیٰ کی ایک صفت سمجھتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ کہ اللہ اور مسیح ایک ہی ہیں۔(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ تین مجسم خدا ہیں۔ان میں سے مسیح ایک ہے۔یہ اقانیم والا گروہ ہے۔(۳) تیسرا گروہ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ والا ہے۔اس وقت یہ لوگ تھے اور اب بھی ایسے لوگ ہیں جو مسیح کو خداتعالیٰ کی صفت مانتے ہیں۔ان کی تردید میں یہ فرمایا ہے۔آجکل یہ فریق زیادہ ہے اور ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ والے بہت کم ہیں"۔

☆......☆......☆

درس قرآن کریم ۲۱/دسمبر ۱۹۹۹ء۔(سورۃ المائدہ آیت ۷۶ تا ۸۹)

آیت نمبر ۷۶: "مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ............الخ"۔علامہ فخر الدین رازی كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ کے تحت بیان کرتے ہیں کہ "اس قرآنی بیان سے عیسائیوں کے قول کا بطلان مقصود ہے اور اس کی کئی شکلیں ہیں۔اول ہر وہ شخص جس کی ماں ہو وہ عدم سے وجود میں آنے کی وجہ سے حادث ہے اور جس کی یہ کیفیت ہو وہ مخلوق ہوتا ہے،معبود نہیں۔دوم وہ دونوں محتاج تھے کیونکہ ان دونوں کو کھانے کی سخت احتیاج ہوتی تھی۔اور اِلٰہ وہ ہوتا ہے جو ان تمام اشیاء سے مستغنی ہو............خدا تو تخلیق اور ایجاد پر قادر ہے۔سو اگر مسیح اِلٰہ ہوتا تو وہ بھوک کی تکلیف کو بغیر کھانے پینے کے اپنے سے دور کرنے کی قدرت رکھتا۔پس جب وہ اپنے آپ سے اس تکلیف کو دور کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو یہ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ تمام جہانوں کا معبود ہے۔مختصر یہ کہ عیسائیوں کے قول کا فساد بغیر کسی دلیل کے بہت واضح ہے"۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امام رازیؒ نے اچھا نکتہ بیان فرمایا ہے۔اگرچہ انہوں نے یہاں مسیحؑ کی وفات کا واضح ذکر نہیں کیا لیکن ان کے سارے حوالجات سے ثابت یہی ہوتا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ............الخ۔تفسیر روح المعانی میں علامہ شہاب الدین آلوسی لکھتے ہیں کہ "اس میں رسول کے ایسے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جو الوہیت کے منافی ہیں۔پس پہلے رسولوں کا وفات پا جانا اس امر کے

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

نبوت و خلافت کے متعلق اہل پیغام کا موقف

۱۳؍مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد

(سید میر محمود احمد ناصر)

(۱)

اہل پیغام نے ۱۳؍مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے عقائد و مسلک میں تبدیلی کرنا چاہی اور کوشش کی کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری نہ رہے اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ کے انتخاب کے راستہ میں روک ڈالنے کے لئے ایک خیال یہ پیش کیا کہ اگر کوئی امیر یا خلیفہ منتخب ہو بھی تو پرانے احمدیوں کے لئے اس کی بیعت لازمی قرار نہ دی جائے، صرف جماعت میں داخل ہونے والے نئے احمدی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ چنانچہ ۱۵؍مارچ ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون بہ عنوان "ایک ضروری اعلان" شائع ہوا۔ اس میں مولوی صاحب نے لکھا:

"دوسری بات جس طرف میں اپنے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی حکم وصیت میں یا کسی دوسری جگہ ہر گز ہر گز ایسا نہیں پایا جس کی رو سے ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں دوبارہ کسی شخص کی بیعت کی ضرورت ہو"۔

مولوی صاحب کا یہ دعویٰ خود ان کے سابقہ مسلک کے بالکل خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام جماعت احمدیہ نے بالاتفاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات مندرجہ الوصیت کی روشنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت ضروری سمجھی تھی۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب نے جماعت کے اس اجماع کی تاویل کرتے ہوئے لکھا:

"میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ پاک وجود مولوی نورالدین کا جو خلیفۃ المسیح کہلایا اور جو ایک ہی خلیفۃ المسیح کا اپنے اصلی معنوں میں کہلانے کا مستحق ہے، حضرت مسیح کی جگہ ہماری روحانی تکمیل کے لئے دیا تھا۔ یہ وہ پاک اور بے نفس اور متوکل وجود ہے جس کی نظیر آج دنیا میں نہیں ملتی۔ اس روحانی عظمت، اس علم و فضل کا کوئی اور وجود ہماری جماعت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہزاروں ایسے پیدا کر دے مگر میں موجودہ واقعات کا ذکر کرتا ہوں، اس کا تو صرف علم و فضل ہی ایسا ہے کہ اس کے سامنے سب گردنیں جھکی ہیں، خواہ ہم نے اس کی بیعت بھی نہ کی ہوتی مگر الٰہی منشاء نے سلسلے کی مزید تقویت کے لئے سب کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر یہ ڈال دیا کہ اس پاک اور بے نفس وجود سے جو نورالدین کی شکل میں تم میں موجود ہے روحانی تعلق پیدا کرو، اس لئے اس کا انتخاب چالیس نے نہیں کیا بلکہ کل قوم کی گردنیں الٰہی ارادہ سے اس کے آگے جھک گئیں اور قریب ڈیڑھ ہزار کے آدمیوں نے ایک ہی وقت میں بیعت کی اور ایک بھی متنفس باہر نہ رہا کیا مرد اور کیا عورتیں"۔

ظاہر ہے کہ یہ تاویل اہل پیغام کے موقف کی تائید کی بجائے تردید کا سامان مہیا کرتی تھی اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو پہلا اجماع اس بات پر ہوا تھا کہ کسی ایک فرد کو واجب الاطاعت خلیفہ تسلیم کیا جائے اور یہ بات عین خدائی تقدیر کے مطابق تھی۔ اس لئے قریباً ایک ماہ بعد اہل پیغام نے ایک نئی تاویل تراشی اور ۲۲؍اپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں ایک طویل مضمون بہ عنوان "کھلی چٹھی بنام مولوی شیر علی صاحب" میں لکھا:

"خدا کے لئے کورانہ تقلید سے بچو۔ اگر ہم کہہ دیں کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے الوصیت پر عمل نہیں کیا یا قوم سے چوک اور غلطی ہو گئی ہے تو اس سے ان کے تقدس میں فرق نہیں آ سکتا۔ انسانوں سے ایسی غلطیاں ہوتی چلی آئی ہیں۔ اس غلطی کا ارتکاب قوم نے یا جناب مولانا صاحب نے جان بوجھ کر عمداً نہیں کیا"۔

(پیغام صلح ۲۲؍اپریل ۱۹۱۴ء)

ان دونوں تاویلات کو پڑھنے سے ظاہر ہے کہ جب انسان ایک صداقت کو چھوڑتا ہے تو اس کا پاؤں کہاں سے کہاں پھسلتا ہے۔ ۱۵؍مارچ کو تو کہا گیا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت الٰہی منشاء کے مطابق تھی اور الٰہی تقدیر نے سب جماعت کی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں اور حضرت خلیفہ اولؓ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی وجود تھا۔ مگر ۲۲؍اپریل کو اپنے تبدیل شدہ عقائد کی تائید کے لئے یہ کہنے سے گریز کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے جسد اطہر کی موجودگی میں جماعت کے ہر مرد و زن نے باتفاق صدر انجمن احمدیہ جو اجماع کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کی خلاف ورزی میں حضرت خلیفہ اول بھی برابر کے شریک تھے۔

(۲)

جماعت احمدیہ میں خلافت کے متعلق دوسرا موقف اہل پیغام نے حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات پر یہ اختیار کیا کہ اگر کوئی خلیفہ یا امیر منتخب کیا بھی جائے تو صدر انجمن اس کے ماتحت نہ ہو گی بلکہ انجمن اپنے فیصلوں میں آزاد اور خود مختار ہے، اس کے فیصلے قطعی ہیں۔ اس کا اجتہاد ناطق ہے، اس کو حکم دینے یا اس کے فیصلوں کو ردّ کرنے کا کسی کو اختیار نہ ہو گا۔ چنانچہ پیغام صلح ۲۲؍مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے اپنے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے اہل پیغام نے لکھا:

"صدر انجمن احمدیہ کے متعلق وہ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ ناقل) مطلق اختیار اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں جس سے ہم کو اختلاف ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دے کر اس کے فیصلوں کو اس وقت تک ناقابل تنسیخ قرار دیا ہے جب تک کوئی مامور اس کے خلاف اللہ تعالیٰ سے الہام نہ پائے"۔

اہل پیغام نے ان دنوں میں ایک طرف تو انجمن کو قطعی طور پر خود مختار اور آزاد قرار دیا اور اس کے فیصلوں کو یقینی اور اس کے اجتہاد کو ناطق اور ناقابل تنسیخ قرار دیا، مگر دوسری طرف ایک عجیب تضاد کا نمونہ پیش کیا اور اسی انجمن کے فیصلوں کو اپنے مفاد اور منشاء کے مطابق نہ پا کر اس کی تضحیک کی اور اس سے روگردانی اختیار کی۔ چونکہ انجمن کے ممبران نے .... اہل پیغام کے منشاء کے خلاف فیصلہ کیا اس لئے وہی آزاد اور خود مختار اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ان کی نظر میں مطعون ہو گئی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے پہلے اجلاس کی رپورٹ اخبار پیغام صلح ۱۲؍اپریل ۱۹۱۴ء میں یوں شائع ہوئی:۔

"آج مورخہ ۱۰؍اپریل کو صدر انجمن کا اجلاس تھا جس میں مفصلہ ذیل ممبران حاضر تھے: جناب صاحبزادہ صاحب مرزا محمود احمد صاحب، میاں بشیر احمد صاحب، نواب محمد علی خان صاحب، ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب، ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب، حضرت مولوی محمد احسن صاحب، مولوی شیر علی صاحب، مجدد الدین حضرت مولوی محمد علی صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، مولوی صدر الدین صاحب۔ علاوہ ازیں جناب میر حامد شاہ صاحب اور مولوی غلام حسن صاحب کی تحریری آراء پیش ہوئیں۔ یہ پہلا جلسہ تھا جو کہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وفات کے بعد ہوا......... غرض اجلاس میں پانچ غیر مرید اور باقی سات مرید اور اہل بیت کے قریبی رشتہ دار حاضر تھے۔ (گویا اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے حاضر ممبران کی اکثریت نے خلافت ثانیہ کی بیعت کر لی تھی۔ ناقل)۔ اس لئے جو کچھ چاہا کیا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ امور جو ایجنڈا میں موجود نہ تھے تحکمانہ طور پر پاس ہونے لگے تو بعض ممبران نے اعتراض کیا اور کہا کہ ہماری رائے اس کے خلاف ہے لکھ لیا جاوے لیکن لکھنے سے بھی انکار کیا گیا۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (مسیح موعودؑ) کی جانشین صدر انجمن احمدیہ کا عنقریب کیا حال ہونے والا ہے"۔

پھر لکھا ہے:

"حضرت خلیفۃ المسیح نے مولوی شیر علی صاحب کو ولایت جانے کا حکم دیا تھا اور آخری ایام میں آپ کو بار بار حضرت خواجہ صاحب کی امداد کے لئے ولایت جانے کی تاکید فرمائی تھی، لیکن افسوس اور نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آپ کا حکم بھی آپ کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا .... نہایت رنج و قلق کے ساتھ باوجود سات آدمیوں کے اختلاف رائے کے انجمن کے ممبران نے جن میں زیادہ تر حصہ صاحبزادہ صاحب کے رشتہ داروں کا تھا اور جو پریذیڈنٹ کے ووٹ ملا کر آٹھ بیٹھتے تھے اس قضیہ نامرضیہ کا فیصلہ کرا دیا اور مولوی شیر علی صاحب اس کار خیر سے محروم رہ گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح برحق کے ارشاد کی اس طرح سے نافرمانی اور تذلیل کی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذیل کے ممبران نے جب حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی اس طرح تذلیل ہوتی دیکھی تو ان سے برداشت نہ ہو سکا اور اس خیال سے کہ اس پاک وجود کی نافرمانی کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہو وہاں سے اٹھ کر چلے گئے:۔

(۱) مجدد الدین حضرت مولانا محمد علی صاحب (۲) جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (۳) جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب (۴) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب"۔

(پیغام صلح ۱۲؍اپریل ۱۹۱۴ء)

"پیغام صلح" کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ان کے موقف کا عجیب و غریب تضاد عیاں ہے۔ ایک طرف تو وہ صدر انجمن احمدیہ کو خلافت کی بیعت اور نگرانی سے بالا قرار دیتے ہوئے اس کے فیصلے اور اجتہاد کو قطعی اور ناطق قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی انجمن کے فیصلوں کو اپنے منشاء کے خلاف پا کر اس کو مطعون کرتے اور اس کے اجلاس سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(۳)

انسان جب ایک صداقت کا انکار کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کو بہت سی صداقتوں کا خون کرنا پڑتا ہے۔ اہل پیغام پر یہی گزری۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ میں خلافت حقہ اسلامیہ کا انکار کیا۔ جب مبایعین خلافت کی طرف سے ان کو کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کو نبی کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی میں آپ کو صریح طور پر نبی کا لقب دیا گیا ہے اور خلافت نبوت کی فرع ہے اور بقول حضرت خلیفۃ المسیح الاول جو حکم اصل کا ہے وہی فرع کا ہے اس لئے آپ لوگ خلافت اور اس کی بیعت کے لزوم سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ اس پر اہل پیغام نے خلافت کے انکار کے جوش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ شروع کے ایام میں کھلے طور پر تو اس انکار کی جرأت نہ کر سکے بلکہ اپنی بعض تحریرات میں حضورؑ کو نبی کے لقب سے یاد کرتے رہے، مثلاً ۲۲؍مارچ

۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں ایک اداریہ کا عنوان جلی قلم سے یہ لکھا ہے:

"ہم ایک نبی کے سلسلہ کے ممبر ہیں"

پھر ۱۲؍اپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں مولوی شیر علی صاحبؓ کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ:

"پھر خدا کے مرسل اور مامور کے کلام صریح کے بالمقابل یہ عامیانہ بات منہ سے اب آپ نکالتے ہیں"۔

مگر آہستہ آہستہ ظلّی اور بروزی اصطلاحات کی غلط آڑ لے کر اہل پیغام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ اور ۱۲؍اپریل کے پیغام صلح میں اس انکار کی بنیاد اس طرح رکھی:۔

"الفضل لکھتا ہے کہ کرزن گزٹ نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں تھے پس اس کی گدی اس کے لڑکے کو ملنی چاہئے۔ یہ اس کی غلطی ہے حضرت مرزا صاحب نبی تھے اور ان کی جانشینی کا مسئلہ اسی طرح حل ہونا چاہئے جس طرح دوسرے انبیاء کی جانشینی کا مسئلہ ہوتا رہا۔

ہم اس مضمون پر مفصل لکھنا چاہتے تھے مگر چونکہ مضمون بہت لمبا ہوا جاتا ہے اس لئے مختصر سا نوٹ اس پر لکھ دیتے ہیں تعجب ہے کہ الفضل نے اپنے پہلے پرچہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو ظلّی نبی تسلیم کیا تھا اب پھر حضرت صاحب کو دوسرے انبیاء کی طرح نبی لکھ دیا۔ کیا انبیاء سارے کے سارے ایسے ہی نبی تھے جیسے کہ مرزا صاحب یا سب کے سب نبی ظلّی نبی تھے؟

ظلّی اور بروزی تو صوفیاء کے سلسلہ کی اصطلاح ہے نہ انبیاء کے سلسلہ کی۔ کوئی نبی دنیا میں آیا جس نے اپنے آپ کو ظلّی اور بروزی نبی کہا یا اپنی نبوت کی ایسی تشریحات اور توضیحات لکھیں اور شقیں لگا لگا کر اپنی نبوتیں بتلائیں؟ کیا کسی نبی نے یہ بھی شقیں لگائی ہیں؟ اور نبوت کی ایسی تقسیمیں جیسی کہ مستقبل نبی، غیر مستقل نبی، جزوی نبی، طفیلی نبی، شرعی نبی، غیر شرعی نبی، نبوت ناقصہ اور نبوت کاملہ وغیرہ وغیرہ الفاظ سے کیں اور کسی نبی کی نبوت میں کوئی تفریق بتلائی؟

ظلّی اور بروزی وغیرہ تو صرف صوفیاء کی اصطلاحیں ہیں۔ تشریعی نبوت میں بھی کچھ امتیاز انہیں بزرگوں نے کیا ہے، قرآن وحدیث اور صحف انبیاء میں ایسے لفظ کہیں نہیں"۔

(پیغام صلح ۱۲/۱ پریل ۱۹۱۴ء)

الغرض خلافت کے انکار سے متعلق اہل پیغام کا جوش انکار نبوت پر منتج ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بلند مقام کی وضاحت کے لئے ظلّی اور بروزی نبی کے جو الفاظ استعمال کئے تھے ان کو اہل پیغام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے کلّی انکار کا ذریعہ بنالیا۔ حالانکہ یہ الفاظ آپ کے مقام نبوت کی نفی نہیں کرتے بلکہ اس کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ اصل نبوت نبوتِ محمدیہ ہے باقی سب نبوتیں اور سب روحانی مقامات و درجات نورِ محمدیؐ کا پرتو اور ظل ہیں۔ تخلیق عالم کا باعث حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور سب سے پہلے حدیث اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کے بموجب، نورِ محمدیؐ کی تخلیق ہوئی اور سب نبوتیں اور سب کمالاتِ روحانیہ اس نور کے عکس سے پیدا ہوئے۔ مگر جب تک آنحضرت ﷺ بنفس نفیس اس عالم میں ظہور پذیر نہ ہوئے اور قرآن شریف جیسی کامل کتاب نازل نہ ہوئی اس وقت تک کوئی نبی حضور صلعم کا اکمل اور اتمّ ظل نہ بن سکا اس لئے کوئی نبی ظلّی نبی نہ کہلایا۔ مگر جب آنحضرت ﷺ فداہ نفسی کا بابرکت ظہور دنیا میں ہو گیا اور قرآن شریف جیسی کامل کتاب نازل ہو گئی اس وقت وہ وجود جو کامل طور پر فنا فی الرسول ہو گیا اور حضور ﷺ کا کامل ظل بنا اس لائق ٹھہرا کہ ظلّی نبی کے عظیم لقب سے ملقب ہو۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاء بوجہ حضور ﷺ کے جزوی ظل ہونے کے اس لقب سے ملقب نہ ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۞۞۞......۞۞۞

کینیا (مشرقی افریقہ) میں نومبایعین کے لئے

تربیتی کلاسز کا انعقاد

رپورٹ: خواجہ مظفر احمد، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل۔ کینیا)

جماعت احمدیہ کینیا نے خدا کے فضل سے گزشتہ سال دس لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کیا۔ اور اس سال بیعتوں کی رفتار پہلے سے کئی گنا تیز ہے۔ مگر ان گزشتہ نومبایعین کو نظام جماعت کا حصہ بنانے کے لئے امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیا محترم وسیم احمد صاحب چیمہ نے دیگر مبلغین کے ساتھ مل کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے تفصیلی تربیتی پروگراموں کا منصوبہ بنایا۔ ان تربیتی پروگراموں میں تربیتی کلاسیں، اجتماعات، تعمیر مساجد، علمی و ورزشی مقابلہ جات شامل ہیں ۔ ذیل میں بعض تربیتی کلاسز کی مختصر رپورٹ بغرض دعا پیش ہے۔

تربیتی کلاس نیروبی

سب سے پہلی کلاس نیشنل ہیڈ کوارٹر نیروبی میں منعقد ہوئی جو براہ راست امیر صاحب کی نگرانی میں ہوئی۔ اس کلاس میں پورے ملک کے دور دراز علاقوں سے نومبایعین میں سے سرکردہ افراد کو بلایا گیا۔ یہ کلاس دس یوم کے لئے منعقد کی گئی جس میں ۲۵ نومبایعین شامل ہوئے جن کا تعلق ۱۵ نئی جماعتوں سے تھا۔ اس کلاس میں معلم عیدی محمود نے مکرم امیر صاحب کی معاونت کی ۔ کلاس خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہی۔ کلاس کے آخری دن شامل ہونے والوں سے امتحان بھی لیا گیا۔

تربیتی کلاس "قادیانی"

نیروبی سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے جس کا نام "قادیانی" ہے۔ خدا کے فضل سے اس علاقے میں ہمارے مرکزی مربی مقصود احمد صاحب اور ان کے رفقاء معلمین نے مل کر نہایت عمدہ کام کیا ہے۔ یہاں پر اب تک تین تربیتی کلاسز منعقد ہو چکی ہیں۔ ایک کلاس مشن ہاؤس میں، دوسری کلاس کیکومبا جماعت میں اور تیسری کلاس گولینی ایریا میں منعقد ہوئی۔ یہ کلاسز نہایت کامیاب رہیں۔ ان میں ۵۰ نومبایعین شامل ہوئے اور ۲۵ نئی جماعتوں سے نمائندگان تشریف لائے جن میں امام اور پادری جو احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں نے بہت دلچسپی سے وقت گزارا۔ یہ کلاسی دس دن کی تھیں اور مرکزی مبلغ کے ساتھ لوکل معلمین نے کافی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ کیکومبا ایریا میں معلم آدم بکاری صاحب نے بھی بہت جانفشانی سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ان سب کلاسز کے آخر پر باقاعدہ امتحان لیا گیا۔ نیز ان سب مہمانوں کے لئے کھانے اور رہائش کا اچھا انتظام کیا گیا تھا اور یہ سب مہمان نہایت مطمئن ہو کر اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے۔

تربیتی کلاس ممباسہ

ممباسہ ساحل سمندر پر واقع ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط جماعتیں موجود ہیں۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ اسی علاقہ سے کینیا میں اسلام کی بنیاد پڑی جب عرب لوگ سمندر کے راستے اس علاقہ میں داخل ہوئے۔ ہمارا مرکزی مشن ہاؤس اور مرکزی مبلغ مکرم فیض احمد صاحب ہمہ تن اپنے کام میں مصروف ہیں۔ یہاں بھی کثرت سے تربیتی کلاسز منعقد ہو رہی ہیں۔ خاکسار اس جگہ صرف مرکزی کلاس کا ذکر کرے گا جو ممباسہ مشن ہاؤس میں منعقد ہوئی۔ اس کلاس میں ۱۲ نئی جماعتوں میں سے ۲۵ افراد شامل ہوئے۔ اس کلاس میں خدا کے فضل سے چار امام اور ایک علاقے کے قاضی صاحب بھی شامل ہوئے۔ یہ کلاس بھی دس دن کے لئے تھی جو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

ممباسہ اب خدا کے فضل سے ایک نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ یہاں ایک ہسپتال کا آغاز کر رہی ہے۔ اس کے لئے ہمارے ایک واقف زندگی ڈاکٹر مکرم لئیق احمد صاحب انصاری پہنچ چکے ہیں۔

تربیتی کلاس نیانزا ریجن

نیانزا (Nyanza) ریجن کا ہیڈ کوارٹر کیسومو (Kisumu) شہر ہے۔ یہ شہر جھیل وکٹوریہ کے کنارے پر واقع ہے۔ اس ریجن میں بھی خدا کے فضل سے گزشتہ سال کثیر تعداد میں لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔ یہاں بھی نومبایعین کی تربیت کے لئے مسلسل تربیتی پروگرام کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک دو کامیاب تربیتی کلاسز کا انعقاد ہو چکا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آئندہ کے لئے پروگرام بن رہے ہیں۔ یہ دونوں کلاسز کیسومو شہر میں منعقد کی گئیں۔ ان کلاسز میں ۱۵ نئی جماعتوں میں سے ۲۰ طلباء نے شرکت کی ۔ ان میں سے اکثریت عیسائیت سے مسلمان ہوئے تھے۔ اس لئے ان پر بہت محنت کی گئی اور سب سے پہلے انہیں نماز پڑھنے کا طریق سکھایا گیا۔ احمدیت کے عقائد اور تعارف سوال و جواب کی طرز پر انہیں نوٹ کروائے گئے ۔ یہ کلاسز بھی دس دن کے لئے منعقد ہوئیں۔ ان کلاسز میں مرکزی مبلغ خواجہ مظفر احمد صاحب کے ساتھ لوکل معلمین نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ ان میں محمد سلیمان صاحب اور یوسف اومونڈی صاحب نے بہت تعاون کیا۔ کھانے کا انتظام مقامی احمدی ممبرز کے سپرد تھا۔ خدا کے فضل واحسان کے ساتھ کامیابی سے یہ کلاسز اختتام کو پہنچیں۔

نیانزا (Nyanza) ریجن بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا ہسپتال جو کہ Out-Door اور In-Door دونوں سہولتوں پر مشتمل ہے، ہمارے واقف زندگی ڈاکٹر محترم ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب کی زیر نگرانی ترقی کی راہوں پر رواں دواں ہے اور بے شمار غریب افراد کو ہومیوپیتھک کے ذریعہ مفت علاج کی سہولت دی جاتی ہے ۔ اس ریجن میں ہمارے مرکزی مبلغ یاسین ربانی صاحب متعین ہیں۔ یہاں بھی تربیتی کلاسز جاری ہیں۔ اب تک دو تربیتی کلاسز نہایت کامیابی سے منعقد ہو چکی ہیں۔ ان دونوں کلاسوں میں ۲۲ نومبایعین نے ۱۵ جماعتوں سے شمولیت کی۔ یہ کلاسیں دس دن کے لئے منعقد کی گئیں۔ پانچ وقت کی نمازوں کی تربیت کے علاوہ نماز تہجد پر بھی بیدار کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نظام جماعت، خلافت، عقائد احمدیت، اسلام اور عیسائیت کے بارے میں نوٹس لکھوائے گئے۔ آخر پر امتحان بھی لیا گیا۔ ان کلاسز میں لوکل معلمین میں سے محمد ذاکیا کولونڈو نے بہت تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

ان تربیتی کلاسز کا سلسلہ سارا سال جاری رہے گا انشاءاللہ۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان عاجزانہ مساعی میں برکت دے اور ان کے نہایت شیریں ثمرات عطا فرمائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

خطبہ جمعہ

روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے
تزکیۂ نفس کے واسطے یہ عبادات لازم پڑی ہوئی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۷ دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۷ فتح ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ.وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. یُرِیْدُاللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾۔

(البقرہ آیت ۱۸۶)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا ہے اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی پوری کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر گزار بنو۔

رمضان شریف کا یہ دوسرا خطبہ ہے اور رمضان ہی کے تعلق میں کچھ احادیث نبوی اور کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں پیش کرنا چاہتا ہوں مگر اس سے پہلے میں یہ ایک اقرار کرنا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر عمل در آمد سے محض روحانی شفا ہی نہیں ہوتی بلکہ جسمانی شفا بھی ہوتی ہے اور اگر سہو کی وجہ سے اس پہ عملدر آمد کرنے میں کوئی کوتاہی ہو جائے تو روحانی طور پر تو نہیں مگر جسمانی طور پر اس کی سزا ضرور مل جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دو دن پہلے روزہ کشائی کے وقت جلدی میں پانی پی لیا جو سانس کی نالی میں چلا گیا اور اس کی وجہ سے اُتھو آ گیا۔ وہ کافی سخت اُتھو تھا۔ اس کا کچھ اثر ابھی تک آواز میں باقی ہے لیکن دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح فرما دے، ٹھیک فرما دے کیونکہ عمداً غلطی نہیں تھی مگر بہر حال جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے عمداً نہ بھی ہو تب بھی جسمانی سزا تو انسان کو مل ہی جاتی ہے۔ یہ اس کے بیان کے دو مقاصد ہیں اول یہ کہ احباب دعا میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ رمضان کا مہینہ آرام سے گزار دے، بعد میں بھی آرام سے گزر جائے اور یہ تکلیف جو ہے وہ زیادہ گہری نہ بن جائے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ لوگ عیادت کے خط نہ لکھنا شروع کر دیں۔ دعا بہت ہے، دعا مجھے پہنچے گی اور مجھے پتہ ہے ان کے جذبات کیا ہیں۔ مجھ میں تو اللہ نے بیماری برداشت کرنے کا بہت بڑا مادہ رکھا ہوا ہے لیکن احباب میں میری بیماری برداشت کرنے کا بہت کم مادہ ہے اس لئے یہ الٹ قصہ ہے تو آپ مہربانی فرما کر جو دعائیں کریں گے وہی مجھے پہنچیں گی انشاء اللہ ضرور لیکن عیادت کے خط لکھیں گے تو میرا کام بڑھ جائے گا۔ اس لئے مجھے احساس ہے کہ آپ کو احساس ہے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

اب میں اس خطبے میں احادیث نبوی سے رمضان کے متعلق کچھ امور آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ یہ روایات اکثر آپ نے رمضان کے ہر مہینہ میں سنی ہوئی ہوتی ہیں مگر ایک تو یادداشت کو تازہ کرنا مراد ہوتا ہے، ہر رمضان میں دوبارہ سنانی بہتر ہیں اور دوسرے کچھ نئے بچے جوان ہوتے ہیں، نئے آدمی شامل ہوتے ہیں ان کے لئے بھی ان نصیحتوں کی تکرار فائدہ مند ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہر چیز میں زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ تو روزے سے جسم کی زکوٰۃ نکلتی ہے اور ان لوگوں کی نکلتی ہے جو روزے میں کچھ کم کھاتے ہیں۔ جو زیادہ کھانے لگ جاتے ہیں ان کی زکوٰۃ کیا نکلنی ہے ان کے جسم پر اور بھی زکوٰۃ چڑھ جاتی ہے۔ اس لئے یہ احتیاط رکھیں کہ اگرچہ بھوک لگتی تو ہے مگر نسبتاً احتیاط سے کچھ کم کریں۔ غذا کم کریں بدن ہلکا ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ روح بھی ہلکی ہو گی۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں فرض نمازیں ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانوں اور اس سے زائد کوئی عمل نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو سکوں گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ان کاموں سے زائد کچھ نہیں کروں گا۔

اب یہ ایک بدوی کا خاص اظہار تھا مگر یہ کم سے کم جنت میں داخل ہونے کے لئے فرائض ہیں۔ یہ فرائض ادا کر دیں نوافل اگر نہیں کر سکتے تو نہ بھی کریں تب بھی کم سے کم پر جنت کی ضمانت کی یہ حدیث ہے۔ مگر نوافل سے مرتبے بڑھتے ہیں اور رمضان شریف میں تو نوافل کی بہت ہی ضرورت ہے۔ دوسرے اس کو یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ رمضان کے روزے رکھنا بھی نوافل ہی ہیں۔ اس نے کہا میں خدا کی قسم اس سے زیادہ نہیں کروں گا مگر رمضان کے روزے رکھ لے تو یہ بھی بڑے نوافل ہیں اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے درجات میں بہت ترقی ہوتی ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت سَہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے (جنت میں) داخل نہ ہو سکے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

یہ جو ہے ظاہری نقشہ اس کے متعلق خاص طور پر توجہ رکھنی چاہئے کہ جنت تو زمین و آسمان پہ حاوی ہے اس لئے یہ خیال نہ کریں کہ باقاعدہ اوپر جائیں گے اور گیٹ (Gate) لگا ہو گا، اس میں آپ روزہ دار داخل ہونے شروع ہو جائیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس طرح تمثیل بیان کر کے آپ کے شوق کو ابھارا جائے اور آپ بھی روزہ دار کے طور پر جنت میں داخل کئے جائیں اور روزے سے جیسے طبیعت میں بھوک پیاس وغیرہ کی کوفت ہوتی ہے ریان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سیرابی کرنے والا مضمون ہے جو خواہشات یہاں پوری نہیں کر سکتے وہ جنت میں پوری ہو جائیں گی اس لئے کسی حدیث کو بھی زیادہ لفظاً نہیں لینا چاہئے بلکہ تمثیلات کے طور پر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "یقیناً جنت میں بالا خانے ہوں گے جن کے اندرونے باہر سے اور خارجی حصے اندر سے نظر آتے ہوں گے۔ اس پر ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ حضورؐ! یہ کن کے لئے ہوں گے۔ فرمایا: یہ ان کے لئے ہوں گے جو خوش گفتار ہوں گے، ضرورت مندوں کو کھلانے والے، روزے کے پابند اور راتوں کو جب لوگ سوتے ہوں تو وہ نمازیں ادا کریں"۔ (سنن الترمذی کتاب البر والصلة)

اب یہ بالا خانے کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے یہ تو ایسا نقشہ ہے جس میں عموماً طبیعت جو ہے وہ گھبراتی ہے کہ میں بیٹھا ہوں اندر اور باہر سے مجھے کوئی دیکھ رہا ہو اور اندر سے باہر یکطرفہ دیکھنا تو بڑا آسان کام ہے، اچھی بات ہے مگر باہر سے اندر کیوں دکھائے جائیں گے۔ اس میں ایک حکمت یہ پوشیدہ ہے کہ مومن کی زندگی میں کوئی کام بھی پوشیدہ نہیں کہ باہر کچھ اور دکھاتا ہو اور اندر کچھ اور دکھاتا ہو۔ دوسرے اس پہلو سے کہ

مومن دوسروں کے حالات پر بھی نظر رکھتا ہے اس پہلو سے یہ بالا خانے ہیں جو دو طرفہ نظارے کے ہیں اور دوسرے وہ جو غلط تصورات ہیں حور و قصور کے جو بالا خانوں میں بیٹھے حوروں سے پیار کر رہے ہونگے یہ نظارہ تو کبھی بھی انسانی فطرت قبول نہیں کر سکتی کہ ساری دنیا تماشہ دیکھ رہی ہو۔ اس لئے اس کو بھی لفظی طور پر نہ سمجھیں بلکہ محض یہ ایک عارفانہ کلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن اپنی زندگی میں کسی چیز پر شرمندہ نہیں ہوتا کہ وہ اسے دکھائے تو لوگ اس کے ظاہر و باطن میں فرق محسوس کریں۔

حضرت ابو مسلمہؓ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں آنحضرت ﷺ کی نماز کی کیفیت کیا ہوا کرتی تھی۔ آپؓ نے فرمایا رمضان ہو یا غیر رمضان آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اس لئے یہ جو خیال ہے نا کہ بیس بیس، چالیس چالیس، پچاس پچاس رکعتیں پڑھی جائیں رات کو، یہ نہایت ہی احمقانہ خیال ہے جو سنت سے ہٹ کر ہے۔ ربوہ میں ایک دفعہ ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے اور اپنی نیکی بگھارنے کی خاطر مجھے کہا کہ میں رات روزانہ ایک ہزار رکعتیں پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا ہزار رکعتیں نہ کہیں ہزار ٹکریں مارتا ہوں کہیں کیونکہ ہزار رکعتوں میں تو کچھ بھی سمجھ نہیں آسکتی کچھ پڑھ ہی نہیں سکتے آپ۔ مگر بہرحال ان کو اصرار تھا کہ میں بہت بزرگ انسان ہوں۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ بزرگ اور کون ہو سکتا ہے۔ پس آپ گیارہ نفل پڑھا کرتے تھے جس میں وتر شامل ہے۔ وتر سے پہلے دو رکعتیں اور پہلے چار دو دو رکعتیں اس کے علاوہ ہوتی تھیں۔ فرمایا چار رکعت اس طرح پڑھتے تھے کہ تو اُن کے حسن و طوالت کے بارہ میں نہ پوچھ۔ پھر چار رکعت اس طرح پڑھتے کہ تو اُن کے حسن اور طوالت کے متعلق نہ پوچھ۔ اس کے بعد آپ تین رکعت پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری باب قیام النبی ﷺ باللیل)

اس حدیث سے یہ تاثر ملتا ہے کہ چار چار رکعتوں کے نوافل ہوا کرتے تھے مگر دوسری احادیث سے یہ ثابت ہے کہ دو دو رکعت کے نوافل ہوا کرتے تھے تو یہ تھوڑا سا اشتباہ ہے مگر عام سنت پر یہی عمل ہے کہ دو دو رکعتوں کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تراویح میں بھی دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں۔

حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے مابین ستر (۷۰) خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔ (سنن الدارمی)۔ اب یہ بھی ایک محاورہ ہے ستر خریف۔ اصل میں خریف، سرما اور گرما کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں۔ جیسے سخت سردی ہو اور سخت گرمی ان دونوں کے درمیان کوئی ملاپ نہیں ہوتا اور ستر گنا زیادہ اس سے بھی فاصلہ پیدا کر دیتا ہے، یہ مراد ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ عرب میں راتیں نسبتاً ٹھنڈی ہو جاتی تھیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ گرم ملک ہے اس لئے راتیں بھی گرم ہونگی بعض دفعہ بدورات کو سوتے ہیں تو بیس (۲۰) ڈگری تک ٹمپریچر گر جاتا ہے کیونکہ ریت میں یہ خوبی ہے کہ جو گرمی جذب کرتی ہے وہ جلدی نکال بھی دیتی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ رات کو ٹمپریچر گرنا شروع ہوتا ہے۔ پس اس پہلو سے جن کو یہ تجربہ ہو وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ستر خریف کا جو فاصلہ ہے یہ کیا تحریص پیدا کرتا ہوگا مومنوں کے دل میں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالہ جات آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ ”وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور مَیں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تلاش کرتے ہیں اور تکلّفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خداتعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس تکلّف کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے“۔ ایسے لوگ ہم نے دیکھے ہیں کہ واقعتاً بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی کوئی حقیقی وجہ نہیں ہوتی، کوئی شرعی عذر نہیں ہوتا مگر سمجھتے ہیں ہم بیمار ہیں۔

پھر رمضان کے روزے نہیں رکھتے۔ اب میں چونکہ رمضان کے روزوں پر زور دے رہا ہوں اس لئے اب بہت سے ایسے مریض مل رہے ہیں جو پہلے نہیں رکھا کرتے تھے مگر اب خدا کے فضل سے رکھنے شروع کر دئے ہیں اور ان کا بیان یہ ہے کہ پہلے سے ہم بہتر ہیں۔ جب نہیں رکھتے تھے اس وقت صحت اتنی اچھی نہیں تھی جب رکھنے کے بعد اب ہم نے تجربہ کیا ہے تو صحت پہلے سے بہتر ہو گئی ہے۔ ”.......... خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خداتعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے“۔ جس کو درد ہو کہ میں روزہ نہیں رکھ سکتا اس کو نہ رکھنے کے باوجود زیادہ ثواب بھی مل جاتا ہے جو درد کی وجہ سے ہے۔ ”کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے، حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خداتعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا“۔ طائفہ معنے گروہ۔ ”اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اُسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ ہیں کہ تکلّف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا ان کو دوسری مشقّتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں“۔ یعنی جن بیماریوں کا عذر رکھتے ہیں واقعتاً ویسی بیماریاں اور اس سے شدید بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ ”اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں اُن کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خداتعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے“۔

(البدر جلد اوّل نمبر ۷۔ صفحہ ۵۰ تا ۵۳۔ بتاریخ ۱۲/دسمبر ۱۹۰۲ء)

یہ جو ظلوماً جھولاً کا مضمون آتا ہے قرآن کریم میں کہ آنحضرت ﷺ اپنے نفس پر بے انتہا ظلم کرنے والے اور اس بات سے بے پرواہ تھے کہ اس ظلم کے نتیجہ میں آپ کو کیا کیا تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔ یہی مراد ہے۔ پس اللہ آپ پہ شفقت فرماتا تھا اور بعض ایسی آیات ملتی ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ تو اپنے نفس کو مشقت میں نہ ڈال۔ اے محمد! تو لوگوں کی خاطر کیوں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال رہا ہے۔ پس اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اپنے نفس پر شفقت نہیں فرماتے تھے تو اللہ آپ کے نفس پر شفقت فرماتا تھا۔

پھر فرماتے ہیں ”اگر خداتعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امّت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خداتعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیّت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خداتعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خداتعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا“۔

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹)

’فرشتے روزہ رکھتے‘ کا محاورہ جو ہے یہ بھی ایک محض ایسا محاورہ ہے جو لفظی طور پر نہیں سمجھنا چاہئے۔ اب فرشتوں نے کیا روزہ رکھنا ہے وہ تو کچھ بھی نہیں کھاتے، خدا سے جو نور اور انرجی پاتے ہیں، خداتعالیٰ سے جو زندگی کی طاقت پاتے ہیں اسی سے زندہ ہیں۔ تو فرشتے روزہ رکھیں گے کا محاورہ جو ہے یہ محض تحریص کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گویا تمہاری خاطر فرشتوں نے روزے رکھے۔ پس ایک روزہ تمہارا تو کوئی گیا تو گیا مگر دردِ دل کی بناء پر خداتعالیٰ کے فرشتے تمہیں دعائیں بھیجیں گے۔

اب اپنے تجربے کے متعلق بیان فرماتے ہیں ”میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں“۔ (الحکم جلد ۵، نمبر ۳، صفحہ ۵۔ بتاریخ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۱ء)۔ یہ مُبارَک بھی دن ہیں اور مُبارِک بھی دن ہیں یعنی برکتیں دینے والے اور متبرک دن۔

”انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌلَّکُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے“۔ (البدر جلد ۱، نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۲/ دسمبر ۱۹۰۲ء)۔ یعنی تمہیں روزہ رکھتے وقت تکلیف کیوں محسوس ہوتی ہے تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ اس میں تمہارے لئے بہت بھلائی مقدر ہے۔ وہ جسمانی بھی ہے اور روحانی بھی۔

”آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللّٰہ حاصل کرنا چاہئے“۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء۔ صفحہ ۲۰، ۲۱)

یعنی صبح سے شام تک یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ روزہ کھلے گا تو کھائیں گے۔ بلکہ زور یہی دینا چاہئے کہ بھوک کے نتیجے میں جو نیکیاں نصیب ہوتی ہیں وہ نیکیاں زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں۔

”روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں“۔ اب یہ ایک فرق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کر کے دکھایا ہے۔ میرے خیال میں دیگر علماء نے غالباً اس پر لب کشائی نہیں فرمائی یہ کہ نماز روزے سے افضل ہے۔

فرمایا ”روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتی ہے، اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شامل نہیں“۔ (البدر جلد اوّل، نمبر ۱۰۔ بتاریخ ۸/ جون ۱۹۰۵ء)۔ اسی لئے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ہے۔ روزہ تو سال میں ایک دفعہ ایک مہینہ آتا ہے اور کچھ زائد روزے بھی رکھ لیں بے شک تب بھی جو پانچ نمازیں اصلاح کرتی ہیں اور روزانہ صاف کرتی ہیں اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور رمضان میں بھی نمازیں نہ پڑھی جائیں تو پھر یہ خالی بھوک پیاس ہی رہ جاتی ہے۔

پھر فرمایا ”خداتعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ صدقات، حج، اسلامی دشمن کا ذبّ اور دفع ہو، خواہ سیفی ہو، خواہ قلمی“۔ یعنی جہاد خواہ تلوار سے کرنا پڑے یا قلم سے کرنا پڑے۔ ”یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے رہتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی

ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزہ کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے"۔

("البدر" جلد ششم۔ نمبر ۴۳۔ بتاریخ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور گناہ بخشے نہ گئے"۔ (الحکم ۲۹/ فروری ۱۹۰۸ء)

یہ دونوں امور ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے والدین بوڑھے اس کے سامنے موجود ہوں اور ان کی خدمت کا حق ادا نہ کرے۔ بعض بدنصیب لوگ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا نہیں کرتے تو اس کے نتیجے میں یہ ایک ایسی محرومی ہے کہ گویا انہوں نے زندگی ضائع کر دی اور بخشے نہ گئے۔ دوسرے رمضان جب آتا ہے روزے گزر جائیں تو رمضان سے اتنا استفادہ ضروری ہے کہ انسان اس پہ بخشا جاسکے۔

بعض لوگ اپنے بوڑھے ماں باپ کو اپنے لئے باعث شرم بھی سمجھتے ہیں اس لئے کہ وہ پرانے زمانے کے لوگ ہیں اور اگر خدا نے دنیا میں مال و وجاہت دی ہو تو انسان سمجھتا ہے کہ اگر یہ پتہ لگ جائے لوگوں کو کہ یہ بڈھا پرانے زمانے کے کپڑوں میں ملبوس پرانی طرز کا آدمی یہ میرا باپ ہے تو مجھے شرمندگی ہوگی۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ باپ تمہارا ہے تمہیں دنیا کی غرض سے کیا غرض ہے۔ تمہیں ضرور چاہئے کہ اس کی خدمت کرو اور جنت کو حاصل کرو۔ ایک قصہ آتا ہے ایک بچے کا جو کسی کا پوتا تھا اس نے ایک جگہ پرانے کپڑے جمع کئے ہوئے تھے، بہت گندے چیتھڑے تو اس کے ابا نے کہا تم اتنے امیر آدمی کے بچے ہو اتنے پرانے چیتھڑے کیوں اکٹھے کئے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا اس لئے کہ آپ اپنے ابا کو پرانے چیتھڑے دیتے ہیں تو یہ میں نے آپ کے لئے اکٹھے کئے ہیں جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو میں آپ کو بھی یہ پرانے چیتھڑے دیا کروں گا۔ تو یہ ایک سبق آموز لطیفہ ہے، لطیفہ کیا ہے دردناک واقعہ ہے۔ واقعتاً ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اپنے باپ کو خواہ وہ کسی حالت میں ہو اس کا ادب سے سلوک کرے۔ قرآن کریم میں تو آیا ہے کہ ماں باپ اگر بوڑھے ہو جائیں تو ان کی کسی بات پر جس پہ طبعاً افسوس ہونا چاہئے اُف بھی نہیں کہنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری اقتباس یہ ہے۔ آج خطبہ بے شک چھوٹا ہو مگر طبیعت کی کچھ تھوڑی سی خرابی کی وجہ سے اگر چھوٹا بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ "صلوٰۃ کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اس کے بعد روزے کی عبادت ہے۔ افسوس ہے کہ اس زمانے میں بعض مسلمان کہلانے والے ایسے بھی ہیں جو کہ ان عبادات میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ تزکیۂ نفس کے واسطے یہ عبادات لازمی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ جس عالم میں داخل نہیں ہوئے اس کے معاملات میں بیہودہ دخل دیتے ہیں اور جس ملک کی انہوں نے سیر نہیں کی اس کی اصلاح کے واسطے جھوٹی تجویزیں پیش کرتے ہیں"۔

اب ملک دیکھا ہی نہیں تو کیا پتہ اس میں کیا ہے، کیا نقشہ ہے اس کا۔ تو گھر بیٹھے اس کے متعلق اصلاحی تجویزیں پیش کریں۔ ایک ہمارے وہاں قادیان میں ایک صاحب ہوا کرتے تھے کافی بڑبولے اور ان کی عادت تھی گپیں مارنے کی، ایسی جگہیں جہاں کبھی بھی نہیں گئے وہاں کی باتیں وہ سنایا کرتے تھے۔ تو بچے ان کی اس عادت کی وجہ سے لطیفے کے طور پر ان کے پاس بیٹھ کے سنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے انگلستان کا سفر اپنا شروع کیا کہ انگلستان میں اس طرح پھرا اور اس طرح پھرا۔ اور ان کا نام محمود تھا تو ایک موقع پر کوئین گزر رہی تھی تو کیلا کھا رہی تھی رستے میں، اس نے مجھے دیا کیلا کہ "لے محمود کیلا کھا لے"۔ اس قسم کے لطیفے ان کے ہوتے تھے۔ تو نقشے کا جہاں تک تعلق ہے انہوں نے ایک دفعہ سفر شروع کیا تو اس زمانے میں چینل تو تھی مگر چینل کے نیچے گاڑی نہیں جاتی تھی۔ تو وہ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے سیدھا فرانس پہنچ گئے۔ تو کسی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹر صاحب کہتے تھے ان کو۔ ڈاکٹر صاحب یہ آپ نے نقشہ کیوں بدل دیا ہے، یہ چینل رستے میں آتی ہے، گاڑی کس طرح اوپر سے گزر گئی تو انہوں نے کہا یہی تو تم لوگوں کی بیوقوفی ہے۔ ہندوستانیوں سے انگریزوں نے اپنے ملک کی چیزیں چھپائی ہوئی ہیں اور تمہارے ملک کے سارے راز معلوم کر لئے ہیں اسی لئے تم پر حکومت کرتے ہیں تو وہ حاضر جواب بھی بڑے تھے اور اس قسم کے لطیفے ہوتے رہتے تھے ان کے، مگر دخل وہاں دیا جس ملک کی سیر نہیں کی۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اور جس ملک کی انہوں نے سیر نہیں کی اس کی اصلاح کے واسطے جھوٹی تجویزیں پیش کرتے ہیں۔ ان کی عمریں دنیوی دھندوں میں گزرتی ہیں، دینی معاملات کی ان کو کچھ خبر ہی نہیں۔ کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیۂ نفس کے واسطے ضروری ہے اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا۔ بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الٰہی کو نازل کرنا ہے۔ مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو تقویت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔ خدا سے فیض یاب ہونا چاہو کہ تمام دروازے اس کی توفیق سے کھلتے ہیں"۔ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰، ۲۱)

❁❁❁......❁❁❁......❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ" نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ (مسند الامام الاعظم کتاب الادب) تو اعزہ کو ضرور ڈرائیں لیکن یہ ڈرانا تبشیر کی خاطر ہوتا ہے۔ انہیں خطرات سے انذار کیا جاتا ہے اور آگاہ کیا جاتا ہے تا کہ وہ نیکیوں اور حق کو پہچان کر قبول کر لیں۔ حضور نے فرمایا کہ "حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، لوگوں کے لئے آسانی مہیا کرو، ان کے لئے مشکل پیدا نہ کرو، خوشخبری دو، ان کو مایوس نہ کرو"۔

(مسلم کتاب الجہاد)

اس لئے تبلیغ میں نیک راہوں کی طرف بلانے کے لئے آسانی پیدا کرنی چاہئے۔ خوشخبریاں دیں اور انہیں مایوس نہ کریں۔ جاہل مولوی کہتے ہیں کہ سختی کر کے اور زبردستی نیکیوں پر عمل کرواؤ لیکن آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ بشارت دیتے ہوئے اور آسانی پیدا کرتے ہوئے نیکیوں کی طرف بلانا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ وعظ کے ذریعہ آپ جو شکار کریں اس بارہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس طرح شکاری شکار کے لئے بہت حربے استعمال کرتے ہیں اسی طرح تبلیغ میں بھی مختلف طریق استعمال کرنے چاہئیں اور اگلے کی اکتاہٹ کا موجب نہیں بننا چاہئے۔ شکاری تو شکار کو مارنے کے لئے پکڑتے ہیں لیکن وعظ کے ذریعہ نیکیوں کی طرف بلانے کی غرض سے جو شکار کیا جاتا ہے وہ زندہ کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

حضور نے آنحضورؐ کی بعض احادیث پیش کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات پیش فرمائے جن میں پیغام حق پہنچانے کے ذرائع بیان فرمائے گئے ہیں اور تبلیغ کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ "میں نے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لئے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال و جواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کئے جاویں مگر مجھے اس قدر فرصت نہیں ہو سکتی۔ کوئی اور صاحب اگر لکھیں تو عورتوں کو فائدہ پہنچ جاوے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۸۴ جدید ایڈیشن)

حضور نے فرمایا کہ اس خواہش کے پیش نظر مجھے ایک حد تک اس پر عمل کرنے کا موقع ملا ہے۔ آنحضورؐ سے عورتیں بلا جھجک شریعت کے معاملہ میں سوال کر لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ میں بھی عورتوں کو کثرت سے سوالات کا موقع دیا کرتا ہوں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے منشا کے مطابق احمدی عورتیں بھی شریعت کے معاملہ میں سوال کرنے سے شرماتی نہیں ہیں۔

تبلیغ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں۔ اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۹۱)

حضور نے فرمایا پس اس جذبہ کے ساتھ گھر گھر جائیں اور تبلیغ کریں۔ داعیین الی اللہ کے لئے ہم نے مختلف موضوعات پر لٹریچر تیار کیا ہے۔ کیسٹس کا بھی ہتھیار داعیین استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بہت سی کتب تحریر فرمائی ہیں۔ انشاء اللہ یہ سب لازماً اپنا اثر دکھائیں گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوائی جہاز ایجاد ہو چکا تھا، فونوگراف کا بھی حضورؑ نے ذکر فرمایا ہے کہ اس سے تبلیغ میں بہت اچھا اثر ہوتا ہے اور اس طرح گویا آپؑ نے کیسٹس کا ذکر فرما دیا۔ اس زمانہ میں جو بھی ایجادات ہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایجاد ہو چکی تھیں اور آپؑ نے ان سب کو تبلیغ کے لئے استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ہم تو وہی چراغ لے کر آگے بڑھ رہے ہیں جو مسیح موعودؑ نے ہمارے ہاتھ میں پکڑایا تھا۔ کوئی بات ایسی نہیں جس کی طرف آپؑ نے توجہ نہ دلائی ہو۔ چنانچہ واقفین کے بارہ میں بھی آپ کے ارشادات موجود ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "......... بلکہ رسول اللہ کی بعثت کے اغراض میں سے ایک تکمیل دین تھی جس کے لئے فرمایا گیا تھا "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ....". (المائدہ: ۴)۔ اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ ایک تکمیل ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرتؐ کا اپنا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ "وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ" (سورۃ الجمعۃ: ۴) کا وقت آنے والا ہے۔ اور وہ وقت اب ہے یعنی میرا زمانہ یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح پر ملایا ہے اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے اور پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے اَدْیَان کو جمع کیا جائے گا اور ایک دین کو غالب کیا جائے گا۔ یہ بھی مسیح موعودؑ کے وقت کی ایک جمع ہے کیونکہ "لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" (الصف: ۱۰) مفسروں نے مان لیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ہی ہوگا"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ نمبر ۴۹، ۵۰۔ جدید ایڈیشن)

حضور نے فرمایا کہ تبلیغ کا سلسہ تو پھیلتا چلا جائے گا۔ دشمن جتنی مرضی روکیں پیدا کر لے۔ انشاء اللہ احمدی ان کو پھلانگتے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے جائیں گے۔ خدا کرے کہ ہم اس سال بھی گزشتہ سال کی نسبت دوگنا ہونے کا یعنی ایک کروڑ سے دو کروڑ ہونے کا نظارہ دیکھ لیں۔

خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں ایک نئی شان لے کر آئے گا۔ ہر سال احمدیت کا سال ہوگا۔ (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اخبار مذاہب

(مظفر چوہدری)

ایک نئی انجیل کا انکشاف

۱۹۹۱ء میں برلن کے ایک میوزیم میں ایک ایسی قبطی انجیل کے اجزاء شناخت کر لئے گئے جو اس سے پہلے نامعلوم تھی۔

Mirecki جو یونیورسٹی آف کنساس میں مذہبی مطالعہ کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں اور ساؤتھ ویسٹ مسوری سٹیٹ یونیورسٹی کے مطالعہ مذہب کے پروفیسر Charlew W.Hedrick نے مارچ ۱۹۹۷ء میں اپنی اس دریافت کا اعلان کیا۔ یہ باطنی (Gnostic) انجیل حضرت مسیحؑ کے اقوال پر مشتمل ہے اور ابتدائی مسیحیت کے گوناگوں متنوع پہلوؤں کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ دستاویز خستہ ہو چکی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مکالموں اور کلام (Logia) پر مشتمل ہے۔

ابتدائی تحقیق کے مطابق مسیح علیہ السلام نے یہ مکالمے "جی اٹھنے کے بعد" (یعنی صلیب سے زندہ بچ جانے کے بعد) ادا فرمائے۔ تاہم Hedrick اور Mirecki کے مطابق یہ اقوال Betrayal of Jesus سے پہلے کے ہیں۔

جس طرح دوسری باطنی اناجیل میں حضرت مسیحؑ کو "منجی" بھی کہا گیا ہے اس انجیل میں نہیں کہا گیا۔ "The Lord" کو اپنے حواریوں سے بولتے پیش کیا گیا ہے اور یعقوب، یوحنا اور اندریاس کے نام موجود ہیں۔

اس نئی شناخت شدہ انجیل کے بعض اقوال پہلے سے موجود مواد سے مشابہت رکھتے ہیں مثلاً انجیل توما کا قول نمبر ۸۲۔

اس انجیل میں متعدد ایسے اقوال بھی ملے ہیں جو اس سے پہلے کسی دوسرے مواد میں نہیں ملے۔

بدقسمتی سے اس انجیل کا سرورق ضائع ہو چکا ہے۔ اس کا نمبر "برلن مخطوطہ نمبر P22220" ہے۔ یہ کم و بیش ۳۰ ٹکڑوں پر مشتمل ہے جو کم از کم ۱۸ چرمی ورقوں پر مشتمل ہے۔ تحقیق کے مطابق یہ اصل مسودے کے ۹۷ تا ۱۱۴ صفحات ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس مخطوطے کو کبھی آگ لگی تھی۔ اس کی تشکیل چوتھی صدی عیسوی سے قبل کی ہے اور انداز تحریر چوتھی تا ساتویں صدی کے دوران کا ہے۔

آج کل یہ مخطوطہ مغربی برلن کے مصری عجائب گھر میں رکھا ہوا ہے۔ میوزیم نے اسے ۱۹۶۷ء میں ایک پرائیویٹ قدیم اشیاء کے تاجر سے حاصل کیا تھا۔

۱۹۹۱ء تک اس مخطوطے کی اہمیت کا اندازہ نہ لگایا جا سکا۔ ۱۹۹۱ء میں یہ Mirecki کی نظروں سے گزرا۔ قریبی جائزے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ایسے اقوال موجود ہیں جو پہلے منظر عام پر نہیں تھے۔

۱۹۹۵ء میں AAR/SBL کی فلاڈلفیا میں سالانہ میٹنگ کے موقع پر Mirecki کو معلوم ہوا کہ Hedrick بھی اسی مخطوطے پر کام کر رہا ہے۔ انہوں نے طے کیا کہ وہ مل کر اس پر کام کریں گے اور اب وہ اس مخطوطے کا ایک تنقیدی ایڈیشن تیار کر رہے ہیں اور ابھی تک کسی پبلشر کو منتخب کرنے کا اعلان نہیں کیا گیا۔

(بحوالہ http://Scholar.cc.emory-edu/ Scripts/jv/rsm-may gosp.html. Religious Studies News. May 1997. Vol :12 No.2)

☆......☆......☆

دنیا کے قدیم ترین حروف تہجی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا۔ اب تک حروف تہجی کا جو قدیم ترین نمونہ ملا ہے وہ ۱۵ سو یا ۱۶ سو سال قبل مسیح کا ہے۔ (تصویری رسم الخط کے نمونے پانچ ہزار برس پرانے بھی ہیں)۔ اب ماہرین آثار قدیمہ نے دریائے نیل کے مغرب میں واقع صحراء میں ایک قدیم راستے پر جس پر ABYDOS اور THEBES کے درمیان مسافر سفر کرتے تھے ایسی تحریرات دریافت کی ہیں جن کے بارہ میں ان کا خیال ہے کہ یہ دنیا کے قدیم ترین حروف تہجی پر مشتمل ہیں۔ یہ تحریرات ۱۹۰۰ سے ۱۸۰۰ برس قبل مسیح کی ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقے میں اس زمانے میں بھی سامی لوگ آباد تھے یا ان کا گزر یہاں سے ہوتا تھا۔ Dr John Coleman Darnell نے جو ماہر مصریات ہیں انہیں اب تک دریافت ہونے والے قدیم ترین حروف تہجی پر مشتمل کتبات قرار دیا ہے۔

۱۹۹۳ـ۹۴ء میں انہوں نے اور ان کی ماہر مصریات بیوی دبورا نے جو Phd ہیں وادی الھول میں یہ کتبات دریافت کئے۔ گزشتہ موسم گرما میں Darnell اپنے ساتھ قدیم رسوم الخط پڑھنے کے ماہرین کو لے کر پھر یہاں آئے جن کی دریافتوں کی رپورٹ بوسٹن میں نومبر ۲۲ کو سوسائٹی آف ببلیکل لٹریچر میں پیش کی جانی تھی۔

جنوبی کیلی فورنیا یونیورسٹی کے مغربی سامی ریسرچ پروجیکٹ کے ڈائریکٹر Dr Bruce Zuckeman نے حاصل شدہ تصاویر کو Computerised Photointerpretation Techniques کے ذریعہ پرکھا ہے۔ ان کے بقول یہ دریافت "ماہرین حروف تہجی" کے لئے "خوان تازہ" ہے۔

Dr Frank M.Cross نے جو ہاورڈ یونیورسٹی سے تعلق رکھتے ہیں ان کتبات کو "Clearly the oldest of alphabet writing and very important." قرار دیا ہے۔

ان کے نزدیک ان کتبات کے حروف تہجی کے کافی تعداد میں حروف بعد کے سامی رسم الخط سے ملتے ہیں اور وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ:

"This belongs to a single evolution of the alphabet."

اس مقام سے تصویری رسم الخط کے کتبات بھی ملے ہیں جنہیں ماہرین نے "مصری درمیانی بادشاہت" کے زمانے میں دوسرے ہزار قبل مسیح کی پہلی دو صدیوں کے زمانے کا قرار دیا ہے۔

جون کے مہینے میں Darnell نے اس مقام پر سامی لوگوں کی موجودگی کا ایک اور ثبوت تلاش کیا۔

سامی کتبوں کی جائے دریافت سے ایک ہزار گز کے فاصلے پر ہیروغلافی مصری تصویری رسم الخط میں ایک تحریر ملی جو کسی "BEBI" کے نام سے شروع ہوتی تھی جو خود کو "General of the Asiatics" کہتا ہے۔ یہ وہ اصطلاح تھی جو تمام غیر مصریوں کے لئے جن میں زیادہ تر سامی تھے استعمال ہوتی تھی۔ (میم) M کی علامت ایک بل کھاتی لکیر ہے جو مصری ہیروغلافی سے اخذ کی گئی ہے۔

ایک لکیر سے بنائے ہوئے انسان کی تصویری علامت ہے جس کے بازو بلند ہوئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ازاں نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ H (خ) میں تبدیل ہو گیا۔

علماء تحریر کا کہنا ہے کہ وہ یہ شکلیں بعد کے سامی رسم الخط میں دریافت کر سکتے ہیں۔ بیل کے سر سے A بنا ہوا ہے اور بیت (ب۔B) ان کتبات میں تقریباً 9 کی شکل میں ہے۔

ماہرین دائیں سے بائیں جو کچھ پڑھ اور سمجھ سکے ہیں اس کی رو سے شروع میں کسی سردار کی طرف اشارہ ہے اور آخر میں کسی دیوتا کی طرف۔

جنوری میں پروفیسر Darnell واپس اس مقام پر جائیں گے۔

(بحوالہ 'نیویارک ٹائمز' ۱۴/نومبر ۱۹۹۹ء By John Noble Wilford)

نوٹ: ۱۴۰۰ قبل مسیح میں حضرت موسیٰ علیہ السلام گزرے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۴۰۰ یا ۵۰۰ برس قبل بنی اسرائیل مصر میں آئے۔ جو ۱۸۰۰ تا ۱۹۰۰ قبل مسیح کا زمانہ ہے۔ ان مصر میں دریافت شدہ سامی کتبوں سے یہ زمانہ بالکل ہم آہنگ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کتبات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے کوئی تعلق ہے؟

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری۔ لندن)

جذام کے مریضوں میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے

بھارت: بھارت میں جذام کی بیماری سے متاثر افراد کی تعداد میں ہر سال پانچ لاکھ افراد کا اضافہ ہو رہا ہے اور اس وقت دنیا میں جذام کے مریضوں میں سے ۶۰ فیصد کا تعلق بھارت سے ہے۔

☆......☆......☆

دنیا بھر میں ۲۵۰ ملین لوگ بھوک کا شکار ہیں۔ ۶۰۰ ملین بچے غربت کی زندگی گزار رہے ہیں

برطانیہ: اخبار گارڈین لندن کے مطابق دنیا کی آبادی دو لاکھ تیس ہزار یومیہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ آبادی کے اضافہ کے ساتھ ساتھ آلودگی بھی خطرناک حد تک بڑھ رہی ہے۔ کئی افریقی ممالک میں یہ بحران کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ لوگوں کی آمدنی میں اضافہ کے باوجود اس وقت ۲۵۰ ملین افراد بھوک کا شکار ہیں اور آئندہ یہ تعداد بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ اقوام متحدہ کی ایجنسی یونیسیف کے مطابق دنیا بھر میں چھ سو ملین بچے غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

گزشتہ صدی انسانی ہلاکتوں کے اعتبار سے بدترین صدی ثابت ہوئی

برطانوی اخبار آبزرور نے گزشتہ صدی کو انسانی ہلاکتوں کے حوالے سے بدترین قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ کسی صدی کا اتنا خوفناک انجام نہیں ہوا۔ اس صدی نے تو امن کو قتل کر دیا ہے۔

☆......☆......☆

ایڈز کے ۹۵ فیصد مریض افریقہ اور بھارت میں ہیں

یکم دسمبر ۱۹۹۹ء کو ایڈز کا عالمی دن منایا گیا۔ اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ ایچ آئی وی میں مبتلا ۹۵ فیصد مریضوں کا تعلق غریب ملکوں خاص طور پر افریقہ اور بھارت سے ہے۔ یونیسیف نے اندازہ لگایا ہے کہ سال ۲۰۰۰ء کے اختتام تک ایڈز کے باعث افریقہ میں یتیم اور بے سہارا بچوں کی تعداد ایک کروڑ ۳۰ لاکھ ہو جائے گی۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

سو سال پہلے
تاریخ احمدیت سے

بشپ جارج ایلفریڈ لیفرائے کا فرار اور اسلام کی پے در پے فتوحات

۱۸۹۹ء میں لارڈ کرزن ہندوستان کے وائسرائے بنا کر بھیجے گئے اور ساتھ ہی پنجاب کے عیسائی نظام میں یہ تبدیلی لائی گئی کہ لارڈ کرزن کے چہیتے اور دِلّی کے مشہور پر جوش مسیحی پادری جارج الفریڈ لیفرائے کو لاہور کا بشپ بنادیا گیا۔ یہ صاحب اپنے مذہب کی تبلیغ میں جارحانہ پالیسی کے قائل اور عبرانی فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے فاضل تھے۔ اور عیسائی حلقوں میں خاص عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ دِلّی کے مشہور نابینا مولوی احمد مسیح انہی کی کوششوں سے عیسائی ہوئے اور پادری اور مسیحی کہلائے۔ مباحثات کا شوق انہیں جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اس لیے جونہی وہ بشپ بن گئے انہوں نے آتے ہی اپنے انگریز بھائیوں پر یہ بات واضح کی کہ خداوند یسوع نے ہندوستان کو بطور امانت سپرد کیا ہے۔ اس لئے ہمیں تندہی سے تبلیغ کرنی چاہئے۔ نیز بڑے وسیع پیمانہ پر عیسائیت کی سرگرمیوں کا آغاز کرتے ہوئے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کردیا۔

اس پروگرام کے تحت ۱۸ مئی ۱۹۰۰ء کو انہوں نے "معصوم نبی" کے موضوع پر ایک تقریر کی۔ جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت محمد (ﷺ) کے متعلق قرآن مجید میں ذنب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ گنہگار تھے۔ آخر میں انہوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ اگر انہیں کوئی اعتراض ہے تو میدان میں آئیں اور سوال کریں۔ اس مجمع میں حضرت مسیح موعودؑ کے مشہور مخلص مرید حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی موجود تھے۔ باقی مسلمان تو لیفرائے کے دلائل سن کر دہشت زدہ ہو گئے۔ وہ بولنے کی جرأت کیسے کرتے مگر مفتی صاحب جو کاسر صلیب کے غلام تھے جوش غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ اور تقریر کے ایک ایک اعتراض کا اس خوبی سے جواب دیا کہ اس کے سبھی دعاوی کی دھجیاں بکھر گئیں۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ مسیح کی عصمت پر لوقا یا مرقس کے حوالے دینا کوئی سود مند بات نہیں ہو سکتی۔ بہتر یہ ہے کہ خود مسیح کے اپنے منہ کے الفاظ دیکھے جائیں کہ وہ اپنی طہارت اور پاکیزگی کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۷ میں لکھا ہے کہ اس نے کہا (تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا) پس جو نیک نہیں وہ معصوم کیسے ٹھہر سکتا ہے۔

نئی اناجیل میں ان الفاظ کی بجائے بدل کر یہ الفاظ رکھ دیئے گئے ہیں (تو مجھ سے نیکی کے بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے) لیکن انگریزی کی متی انجیل اور مرقس باب ۱۰ آیت ۱۸ نیز لوقا باب ۱۸ آیت ۱۹ میں ابھی تک وہی الفاظ ہیں (کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا)۔

حضرت مفتی صاحب نے زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ ذنب، خطا، جرم، اور جُناح سب الفاظ کا ترجمہ گناہ کیا جاتا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ نیز بتایا کہ قرآن کریم کے نزدیک ہمارے نبی کریم ﷺ وہ نبی ہیں جن کی عصمت پر خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں زور دیا ہے۔ اس تقریر سے بشپ صاحب مبہوت ہو کر رہ گئے۔ اور مسلمان اسلام کی اس زبردست فتح پر بہت خوش ہوئے۔ اور کئی دن تک اس کا عام چرچا رہا کہ "مرزائی جیت گئے"۔

بشپ صاحب نے اپنی ناکامی کی خفت مٹانے کیلئے اشتہار دیا کہ وہ ۲۵ مئی کو زندہ رسول پر پھر لیکچر دیں گے۔ اس اشتہار سے مسلمانوں میں بڑا جوش پھیل گیا اور انہوں نے مقابلہ کیلئے امرتسر سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بلایا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب حیات مسیح کے قائل ہو کر بھلا کیا جواب دیتے۔ انہوں نے الٹا ساری توجہ مسلمانوں کو جلسہ میں شمولیت سے باز رکھنے پر مبذول کر دی۔ مگر جب وہ اس میں بری طرح ناکام ہوئے تو خود انہوں نے اور ان کے بلانے والے درد مند مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ اس کا جواب صرف مرزا صاحب کی جماعت دے سکتی ہے۔ وہ برملا کہتے تھے کہ اب تو اسلام اور عیسائیت کی جنگ ہے جس میں مرزائی بولے تو فتح ہو سکتی ہے ورنہ صاف شکست اٹھانا پڑے گی۔

۲۴ مئی کو ظہر کی نماز کے بعد مفتی محمد صادق صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی زبانی ان واقعات کی خبر حضور کو ہوئی۔ جلسہ میں اب صرف ۲۴ گھنٹے باقی تھے۔ ان دنوں آپ بیماری کی وجہ سے نڈھال تھے مگر آنحضرت ﷺ کی عزت وجلال کیلئے آپ کو خدا تعالیٰ نے جو دینی غیرت بخشی تھی اس نے اسلام و عیسائیت کی اس جنگ میں حصہ لینے کیلئے آپ کے اندر زبردست جوش پیدا کر دیا۔ اور آپ نے اسی وقت قلم پکڑ لیا اور زندہ رسول کے متعلق ایک لاجواب مضمون لکھا جس میں آپ نے حضرت مسیح کی وفات کا ناقابل تردید دلائل سے ثبوت دینے کے بعد بتایا کہ زندہ نبی تنہا ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جن کی تاثیرات و برکات کا ایک زندہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور اس کا ایک زندہ نمونہ میں موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ "خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ہے"۔

یہ مضمون جو صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ میں روح القدس کی خاص تائید سے لکھا گیا تھا آپ کی ہدایت کے تحت راتوں رات چھاپ دیا گیا۔ حضرت اقدس خود لالٹین لیکر بورڈنگ میں تشریف لائے اور طلباء کو اس کی کاپیاں تہ کرنے کیلئے اٹھایا۔ چنانچہ انہوں نے ساری رات جاگ کر نہایت خلوص سے یہ دینی خدمت سر انجام دی۔ مفتی صاحب چار بجے صبح اشتہار لیکر بٹالہ روانہ ہوئے اور عین وقت پر لاہور جلسہ میں پہنچ گئے۔

حضرت اقدسؑ کا مضمون سنایا جانا

اشتہار کے مطابق بشپ لیفرائے نے زندہ رسول پر تقریر کی۔ اس کے بعد سوالات کا موقع دیا۔ جس پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کا مطبوعہ مضمون نہایت پر شوکت انداز میں پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون کی ایک بھاری خصوصیت یہ تھی کہ اگرچہ یہ ایک دن پہلے لکھا گیا تھا مگر اس میں بشپ صاحب کی تقریر کا مسکت جواب موجود تھا۔ اور لوگ حیران تھے کہ بشپ صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر اتنا زبردست مضمون آناً فاناً چھپ کر شائع کیسے ہو گیا۔

مضمون کا پڑھنا ہی تھا کہ لاہور ایک بار پھر اسلام کی فتح کے ترانوں سے گونج اٹھا اور بشپ صاحب کو جو گزشتہ داغ مٹانے کے خیال سے آئے تھے۔ ایسی زبردست شکست ہوئی کہ چہرے سے ہوائیاں اڑنے لگیں اور انہوں نے صرف یہ کہہ کر چپ سادھ لی کہ "معلوم ہوتا ہے تم مرزائی ہو ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں"۔ اس وقت تین ہزار کے قریب مجمع تھا۔ مسلمانوں نے جو ایک کثیر تعداد میں موجود تھے بالاتفاق اقرار کیا کہ مرزائی اگرچہ کافر ہیں مگر آج اسلام کی عزت انہی نے رکھ دکھائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے معصوم نبی کے متعلق مقابلہ کی کھلی دعوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ نبی پر مضمون لکھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ بشپ صاحب کے گزشتہ لیکچر کا پورا پورا تعاقب کرتے ہوئے ۲۵ر مئی ۱۹۰۰ء کو ہی ایک دوسرا اشتہار دیا کہ بشپ صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر مسلمان اپنے نبی ﷺ کا معصوم ہونا ثابت کر کے دکھلائیں یہ ایک عمدہ ارادہ ہے۔ مگر بشپ صاحب کے اس طریق بحث سے کوئی عمدہ نتیجہ بر آمد نہیں ہو گا کہ پبلک کو یہ دکھایا جائے کہ فلاں نبی نے کوئی گناہ نہیں کیا کیونکہ مذاہب کا گناہوں کی تعیین پر اتفاق نہیں ہے۔ بعض فرقے شراب نوشی کو سخت گناہ قرار دیتے ہیں مگر بعض کے موافق اگر اس میں روٹی بھگو کر نہ کھائی جائے تو دینداری کی سند نہیں حاصل ہو سکتی۔ بنابریں حضور نے انہیں توجہ دلائی کہ اگر وہ مرد میدان بن کر تحقیق حق کے شائق ہیں تو وہ معصوم نبی کا موضوع اختیار کرنے کی بجائے اس بارہ میں بحث کر لیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم مقابلہ اور موازنہ کیا جائے یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہوتی ہے۔ پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ ہونا چاہئے نہ صرف ترک شر میں جس کا نام بشپ صاحب معصومیت رکھتے ہیں۔

بشپ لیفرائے نے جو دو دفعہ اسلام کے مقابلہ میں صریح شکست اٹھا چکے تھے۔ حضرت اقدس کی دعوت پر بالکل چپ سادھ لی۔ اس پر حضرت اقدس نے بشپ صاحب کو اس علمی مقابلہ پر آمادہ کرنے کیلئے جماعت کے دوستوں کی ایک کمیٹی بنائی جس کے سیکرٹری مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے تجویز ہوئے۔ اس کمیٹی کی طرف سے ۸ر جون ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح کے نام کا واسطہ دے کر بشپ لیفرائے صاحب کو لکھا گیا کہ وہ عیسائی مذہب کے زبردست فاضل ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلام کے بے مثال نمائندے ہیں اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں یہ قیمتی موقع میسر آیا ہے کہ آپ بھی موجود ہیں اور وہ بھی۔ مرزا صاحب نے بحث کی جملہ شرائط منظور کر لی ہیں آپ بھی ہماری التجا قبول کر کے منظوری سے مطلع فرمائیں۔

مسلمان پہلے ہی انتہائی بے قراری سے بشپ صاحب کی منظوری کے لئے چشم براہ تھے۔ اب جو یہ دلچسپ مراسلہ پریس میں آیا تو ملک کے بعض مقتدر اخبارات نے بھی اس کا زبردست خیر مقدم کیا اور پرزور تحریک کی کہ بشپ صاحب کو اس طرف ضرور توجہ کرنا چاہئے۔ اور اخبار پائنیر الہ آباد نے لکھا کہ "بیشک اگر ڈاکٹر لیفرائے مقابلہ منظور کرے تو یہ مباحثہ نہایت ہی دلچسپ ہو گا"۔

"انڈین ڈیلی ٹیلیگراف" نے ۱۹ر جون ۱۹۰۰ء کی اشاعت میں لکھا: "ہم کسی دوسرے صفحہ پر ایک نہایت ہی دلچسپ مذہبی چیلنج جو مسلمانوں کے اس فرقہ کی طرف سے ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیرو ہیں لاہور کے بشپ کے نام دیا گیا ہے نقل کرتے ہیں۔ اس دلچسپی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نہایت سنجیدگی اور نیک نیتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیان کے رئیس ہیں اور اس چیلنج میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ نہ صرف مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہی کرتے ہیں بلکہ اس دعویٰ کو مضبوط اور قاطع دلیلوں کے ساتھ ثابت کر دکھایا ہے۔ اور اپنے آپ کو وہ موعود ثابت کیا ہے جس کے آنے کی پیشگوئیاں قرآن مجید اور بائبل میں بیان کی گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس شخص کے پیرو دنیا میں تیس ہزار کے قریب ہیں۔ اور ان کے دوست اور مرید دل سے چاہتے ہیں کہ وہ لاہور کے بشپ کے ساتھ جس کے لیکچروں نے مسلمانوں کو قائل کر دیا ہے کہ وہ اپنے مذہبی علوم

میں لاثانی ہے، مذہب اسلام اور عیسائیت کی سچائی پر ایک فاضلانہ اور معقول بحث کریں۔ بشپ کا وسیع علم اور تجربہ اور اس کی عربی فارسی اور اردو سے واقفیت اور اس کے مہربانہ اور عمدہ اخلاق بھی بطور وجوہات بیان کیے گئے ہیں کہ کیوں خصوصاً اس کو اسلام کے اس پہلوان کے ساتھ مباحثہ کیلئے بلایا گیا۔

چیلنج سارے کا سارا نہایت مؤدبانہ الفاظ میں ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز کے مجوز بڑی سچی خواہش اس امر کی رکھتے ہیں کہ عیسائیت اور اسلام (نہ اسلام اور عیسائیت) کے بالمقابل فضائل اور خوبیوں پر ایک باقاعدہ اور عمدہ باحثہ ہو جس میں دونوں فریق کیلئے منصفانہ شرائط پیش کی گئی ہیں۔ اور چیلنج دینے والے جن کی تعداد بہت بڑی ہے ہندوستان کے مختلف حصوں سے ہیں اور بشپ کو یسوع مسیح کے نام کی قسم دے کر امید رکھتے ہیں کہ اس مباحثہ پر رضامند ہو جائے گا۔ ہماری رائے ہے کہ بشپ اگر اس چیلنج کو منظور کرے تو بہت اچھا ہو گا۔ خود بخود ایک ایسی بڑائی اختیار کر لینا جو مباحثہ کیلئے بھی جھک نہیں سکتی اُس کی غلطی ہو گی۔ کیونکہ پھر چیلنج دینے والے یہ کہنے کے حق دار ہوں گے کہ چونکہ فریق ثانی نے اپنے مقدمہ کا دفاع نہیں کیا اس لیے اس کی عدم پیروی کے سبب سے فیصلہ ان کے حق میں ہونا چاہئے اور اس طرح وہ فتح کے دعویدار ہوں گے۔ نیز یہ امر کہ مرزا غلام احمد قادیانی وہ شخص نہیں ہے جس کی آمد کے متعلق قرآن شریف اور بائبل میں پیشگوئیاں موجود ہیں بشپ کے مقابلہ کرنے سے انکار کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ یہ سوال مجوزہ مباحثہ میں پیش نہیں ہو گا۔ لیکن ممکن ہے کہ اگر بشپ چیلنج منظور کرے تو اپنے مخالف کو اس غلطی کا بھی قائل کر دے۔ یہ امر کہ مسلمان اپنے مسیح کو بشپ کے بالمقابل میدان مباحثہ میں پیش کرتے ہیں یہ بشپ کی علمیت کی بڑی سے بڑی توہین ہے جو وہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح پر وہ جتانا چاہتے ہیں کہ وہ ہندوستان میں بشپ کو عیسائی مذہب کا اول درجہ کا فاضل مانتے ہیں۔ ہم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ بشپ کس طرح یہ عذر کر سکتا ہے کہ ایسے عمدہ مباحثہ میں اس کے وقت کا بڑا حصہ صرف ہو جائے گا۔ اس کو کسی طرح پر بھی ایسے مخالفوں کی تردید کرنے اور ان کو قائل کرنے کا یہ موقع ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔ خصوصاً جبکہ اس سے یہ بات ثابت کرنے کی خواہش کی گئی ہے کہ عیسائیت اور اسلام ہر دو مذاہب میں سے کونسا مذہب زندہ کہلا سکتا ہے اور قرآن مجید اور بائبل دونوں کی تعلیمات میں سے کس کی تعلیم زیادہ افضل اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ ہم پسند کریں گے اگر چیلنج منظور کر لیا جائے کیونکہ ہمارے خیال میں یہ نہایت ہی دلچسپ ہو گا“۔

غرضیکہ ملک کے سبھی حلقوں کی نگاہیں بشپ صاحب کی طرف تھیں اور وہ انتہائی بے تابی سے ان کی منظوری کا اعلان سننے کیلئے منتظر تھے۔ مگر افسوس بشپ صاحب نے جو لیکچر کے بعد لاہور سے شملہ بھاگ گئے تھے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے میدان مناظرہ میں آنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اور اس کے لئے یہ انتہائی مضحکہ خیز عذر پیش کیا کہ مرزا صاحب اپنے تئیں مسیح کہلاتے ہیں جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ میرا اصل کام عیسائی کلیسا کی اندرونی اصلاح اور اس کو مضبوط کرنا ہے یہ اصل چھوڑ کر میں مجوزہ مباحثہ میں حصہ نہیں لے سکتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ عذرات ہی بتاتے تھے کہ بشپ صاحب کس بے بسی کے عالم میں میدان مباحثہ سے فرار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

بشپ صاحب کے فرار پر ملکی اخبارات کا تبصرہ

عیسائیوں کی سرگرمیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بہت جلد پورے ہندوستان کو زیر نگیں کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مگر خدا کی قدرت انیسویں صدی ختم نہیں ہوئی کہ کاسر صلیب کے ہاتھوں اسلام کو عیسائیت کے مقابل زبردست اور نمایاں فتح حاصل ہو گئی۔ اس معرکہ نے تثلیث پرستوں کے حوصلے انتہائی پست کر ڈالے اور پھر آج تک کسی بشپ کو جرأت نہ ہو سکی کہ وہ برملا مسلمانوں کو گزشتہ انداز میں بحث کا چیلنج دے سکے بلکہ اس کے برعکس یہ تبدیلی رونما ہوئی کہ دوران گفتگو جونہی پادریوں کو معلوم ہوتا کہ ان کا مخاطب کوئی احمدی ہے تو وہ بحث بند کر دیتے یا اپنا کیمپ اکھاڑ کر دوسری طرف چل دیتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو خفیہ طور پر کوئی ایسے احکام ضرور جاری کیے گئے ہیں کہ وہ احمدیوں سے ہرگز گفتگو نہ کریں۔

الغرض عیسائیت کے ایک ناموز نمائندے کا یوں بے بسی کے ساتھ میدان چھوڑنے سے ملک کے چاروں طرف ایک شور سا مچ گیا اور ملکی اخبارات نے کھلے لفظوں لارڈ بشپ کے گریز کو عیسائیت کی بھاری شکست سے تعبیر کیا۔

”انڈین سپیکٹیٹر“ کی طرف سے بشپ کے گریز پر تبصرہ

”انڈین سپیکٹیٹر“ نے بشپ کے انکار پر لکھا:

”معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کے بشپ نے متانت کو چھوڑ کر جلد بازی کے ساتھ ایک ایسے چیلنج سے گریز اختیار کی ہے جس کا محرک وہ پہلے خود ہی ہوا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ بشپ نے مسلمان حاضرین کے سامنے مسیح کی صداقت کا ثبوت پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اس دعوت کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جس کے دعویٰ مسیحیت کی نسبت ہم پیشتر ازیں اسی اخبار میں ذکر کر چکے ہیں قبول کر لیا۔ اب خواہ مرزا غلام احمد مفتری ہو اور خواہ وہ اپنے آپ کو واقعی مسیح موعود سمجھتا ہو دونوں حالتوں میں کوئی وجہ نہیں کہ بشپ اس کے ساتھ مباحثہ کرنے سے کیوں انکار کرتا ہے۔ بشپ کا بیان ہے کہ مرزا صاحب نے مسیح کہلا کر ایک خوفناک ہتک اور بے عزتی مسیح کی کی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دو ہزار سال گزرے اسی وجہ سے یہودیوں نے یسوع کو صلیب دی تھی۔ اس کے پہلے مسیح کہلانے پر انہوں نے ہتک محسوس کی۔ اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ بشپ مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیحائی کی نسبت یہ لکھتا ہے کہ پنجاب کے مسلمانوں کے ایک کثیر التعداد گروہ نے اس پر حقارت اور استہزاء ظاہر کیا ہے اور وہ اس کو مرزا صاحب کے دعویٰ کے بطلان کا قطعی اور یقینی ثبوت خیال کرتا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جب پیلاطوس نے یہودیوں کے مجمع سے سوال کیا کہ عید فسح کے روز کسے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ مسیح کو یا براباس کو تو ان سب نے بالاتفاق بدمعاش چور کے حق میں رائے دی۔ کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یسوع کا دعویٰ مسیحیت بے بنیاد تھا۔ ہم مرزا غلام احمد کے پیرو نہیں اور نہ اس کے دعاوی کو مسیح کے دعووں پر ترجیح دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارا اعتراض بشپ کی جھوٹی منطق پر ہے۔ اگر تمام مسلمانوں نے مرزا صاحب کا دعویٰ مان لیا ہوتا تو کیا بشپ ان کے رسالت کے دعویٰ کے متعلق اپنی رائے بدل لیتا۔ اس وقت ملک کے لوگ اپنے مذہبی خیالات پر بالاستقلال قائم نہیں ہیں اس لئے ایسے لوگوں کے لئے جو ان کو سچائی پر قائم کرنا چاہتے ہیں ضروری ہے کہ وہ دلائل ایسے پیش نہ کریں جو نہایت مضبوط اور قاطع نہ ہوں۔

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۱ صفحہ ۳۶۱،۳۶۲)

عصمت انبیاء کے موضوع پر سلسلہ مضامین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے مایہ ناز علم کلام کی فرومائیگی کو انتہا تک پہنچانے کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں عصمت انبیاء کے موضوع پر کئی قسطوں میں ایک زبردست مضمون لکھا جس نے بس دن ہی چڑھا دیا۔ اور دیگر انبیاء پر ہر جہت سے آنحضرت ﷺ کے مقام کی افضلیت بالکل واضح ہو گئی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت
مؤلفہ دوست محمد صاحب شاھد)

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

نان ——— نان ——— نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔
برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 ——Fax: 01420 474799

BELA BOUTIQUE

سوٹوں کی قیمت میں حیرت انگیز کمی۔ پہلے آیئے پہلے پایئے

۲۵ر جنوری سے ہماری

پہلی گرینڈ سیل

زنانہ سوٹ: -,19 (~~-,58~~) -,29 (~~-,79~~) -,39 (~~-,100~~)

برقعہ: -,19 (~~-,49~~) -,39 (-,79)

مردانہ سوٹ: -25 (~~-50~~) - بچگانہ سوٹ:-,15 ,-,19اور-,29 (~~-,65~~)

اس کے علاوہ شادی بیاہ کے سوٹوں پر لہنگوں پر ہر طرح کے ان سلے سوٹوں پر ۲۰٪ سے ۴۰٪ تک رعایت۔

تمام لہنگوں پر ۵۰٪ تک رعایت

بیلہ بوتیک

Tel: 069 24279400 - 0170 212 8820

Kaiser Str. 64 Laden 29 Frankfurt

بقیہ: درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

لئے انذار ہے کہ یہ (مسیح) بھی وفات پا جائیں گے۔ اور یہ الوہیت کے لئے محال ہے یعنی وہ اپنے سے پہلے وفات یافتہ رسولوں کی طرح صرف ایک رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بعض نشانوں کے لئے مخصوص کیا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے سب کو کسی نہ کسی نشان کے لئے خاص کیا ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "مسیح بھی ایک رسول تھا۔ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل کیا کوئی رسول اس سے پہلے اللہ، ابن اللہ، دائمی زندگی والا ہوا ہے؟ ہر گز نہیں۔ پس ایسا ہی یہ بھی ہے جیسے پہلے رسول ہو گزرے۔ یہ مسیح بھی مر چکا"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء)

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ۔ حضور نے فرمایا بعض عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدیقہ صرف حضرت مریمؑ یعنی مسیحؑ کی ماں ہی تھیں اور باقی سب انبیاء کی مائیں نفس کے تابع تھیں۔ لیکن یہ غلط اعتراض ہے۔ یہ تو مریمؑ پر تہمت کو دُور کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے واضح فرمایا ہے کہ "قرآن شریف کا کام ہے کہ انبیاء پر سے اعتراضات کو رفع کرے اس لئے اس نے مریم کے حق میں زانیہ کی بجائے صدیقہ کا لفظ رکھا اور مسیح کو مسِ شیطان سے پاک کہا"۔ "اگر ایک آدمی کو کہا جاوے کہ وہ بھلا مانس ہے تو اس کے یہ معنی ہر گز نہیں ہوتے کہ باقی سب لوگ بھلے مانس نہیں بلکہ بدکار ہیں"۔

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۵۔۱۶/اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

آیت نمبر ۷۸: "قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ......الخ"۔ امام راغب، مفردات میں لکھتے ہیں "اَلْغُلُوُّ کے معنی کسی چیز کے حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ اگر یہ (حد سے تجاوز) اشیاء کے نرخ میں ہو تو اسے غَلَاءٌ (گرانی) کہا جاتا ہے اور قدر و منزلت کے بیان میں ہو تو اسے غُلُوٌّ کہتے ہیں۔ اور اگر تیر اپنی حد سے تجاوز کرے تو غلو کہتے ہیں"۔

آیت نمبر ۷۹: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ......الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "داؤد اور عیسیٰ علیہما السلام دو نبی ایسے ہیں کہ ان کو بنی اسرائیل نے بہت دکھ دیا ہے۔ سلیمانؑ کو بھی کافر کہتے تھے مگر ان کی حکومت کی وجہ سے ان کے سامنے نہ بولتے تھے۔ لیکن داؤدؑ کے آخری عمر کے حصہ تک ان کو بہت دکھ دیتے رہے۔ زبور میں حضرت داؤدؑ کا کلام اس بات پر شاہد ہے۔ وہ سب مرثیے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ انسان ان کو پڑھے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کو جو دکھ دیا وہ ظاہر ہی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دونوں نبیوں نے ان پر لعنت کی۔ زبور میں بکثرت بددعائیں موجود ہیں اور ان دونوں کے بعد ان پر تباہی آگئی"۔

آیت نمبر ۸۰: "كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ......الخ"۔ حضور نے فرمایا کہ واضح طور پر اس آیت کا منطوق یہ ہے کہ جب قوم برائیوں میں ملوث ہو اور باز نہ آنے کا نام لے بلکہ ان کی تکرار کرتی چلی جائے تو پھر پکڑ لازماً آیا کرتی ہے۔ یہود کی یہ فطرت ثانیہ بن چکی تھی اس لئے ان پر حضرت داؤدؑ کے ذریعہ لعنت کی گئی تھی۔ آنحضرتؐ نے بھی فرمایا ہے کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور معروف باتوں کا حکم دو گے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو گے ورنہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کرے۔ پھر تم ضرور اسے پکارو گے مگر وہ تمہاری پکار کا جواب نہیں دے گا"۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "اس میں ایک عجیب نکتہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ منکر کے کرنے سے نہیں روکتے تھے۔ آج کل مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہے وہ بمبئی وغیرہ میں سود کے خلاف وعظ نہیں کرتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ سیٹھ لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے اور برائیوں کے خلاف تو وعظ کرتے ہیں مگر وہی برائیاں ہوتی ہیں جن کے متعلق کچھ کہنے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا۔ یہود بھی اسی طرح کرتے تھے۔ وہ اور برائیوں کے خلاف تو وعظ کرتے تھے مگر جو برائیاں قوم میں پائی جاتی تھیں ان سے اس کو نہ روکتے تھے"۔

آیت نمبر ۸۲: "وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ......الخ"۔ حضور نے فرمایا یہاں بھی اَلنَّبِيِّ سے مراد آنحضورؐ ہی ہیں کیونکہ قرآن کریم میں جہاں بھی اَلنَّبِی کا لفظ آیا ہے اس سے مراد آنحضرتؐ ہی ہوتے ہیں۔ موسیٰؑ کو کہیں پیشگوئیوں میں بھی اَلنَّبِی نہیں کہا گیا۔

آیت نمبر ۸۳: "لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً......الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ یہود نے کبھی کسی سچے مسلمان کو پناہ نہیں دی۔ مشرک کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً کے بارہ میں آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی ہجرت کر کے گئے تو ایک عیسائی سلطنت نے پناہ دی اور نیک سلوک کیا۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

آیت نمبر ۸۴: "وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ......الخ"۔ حضور نے فرمایا بظاہر اس آیت میں وہ یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو جب مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ لیکن امام رازیؒ کے نزدیک "اس سے مراد محمدؐ کی امت کے وہ افراد ہیں جو بر حق گواہی دیتے ہیں"۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں وہ مسلمان مراد ہیں جنہوں نے اس دنیا میں آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور اس کا حق ادا کر دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں آخرت میں بھی گواہوں میں شامل کر لینا۔

آیت نمبر ۸۶: "فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا......الخ"۔ علامہ محمد جمال الدین القاسمی لکھتے ہیں کہ جملہ مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ چار آیات نجاشی اور ان کے ساتھیوں سے متعلق ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کی آیات تو قیامت تک کے لئے مستقل کلام ہے اور دائمی ضروریات کو پورا کرنے والی ہیں۔ اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اس لئے اگر ایک مرتبہ کسی واقعہ پر اطلاق پا بھی جائے تو یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا شان نزول ہی یہی ہے۔ یہ سورۃ تو پہلے نازل ہو چکی تھی اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ صرف نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارہ میں یہ آیات نازل ہوئیں، ہاں البتہ ان پر اطلاق ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر ۸۸: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ......الخ"۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں کہ "انسان بدکاری میں ترقی کر کے خدا تعالیٰ کے انعاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لَا تَعْتَدُوْا۔ ہر ایک چیز کے لئے ایک حد مقرر ہے حتیٰ کہ نیکی کی بھی۔ چار رکعت نماز مقرر ہے، کوئی پانچ پڑھے تو جائز نہیں"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۹/اگست ۱۹۰۹ء)

حضور ایدہ اللہ نے آنحضورؐ کے وقت بعض ازواج مطہرات کی وجہ سے شہد نہ کھانے کے متعلق فرمایا کہ اس کی ایک توجیہہ ہو سکتی ہے کہ صرف جب آپؐ کی ان خواتین مبارکہ کے پاس باری ہوتی تھی تو اس وقت شہد استعمال نہ فرماتے ہوں اس کی بو وغیرہ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے، لیکن بہر حال خدا تعالیٰ نے اسے بھی پسند نہیں فرمایا اور اس سے تنبیہ فرمائی۔

آیت نمبر ۸۹: "وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا......الخ"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو حلال و حرام کی بحثیں ہیں، پرانے علماء ان ہی بحثوں میں الجھے رہے کہ مثلاً کوا کھانا حلال ہے یا حرام۔ جو قائل تھے انہوں نے کہا کہ دکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ حرام ہے؟۔ حضور نے فرمایا کہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ جو چیز مکروہ ہے اس کے کھانے یا نہ کھانے کا سوال ہی کیا ہے؟ حلال و حرام تو بیّن ہیں۔

۞۞۞......۞۞۞

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰/جنوری ۲۰۰۰ء بروز جمعرات مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ کلثوم ابراہیم صاحبہ اہلیہ مکرم ابراہیم احمد صاحب (مرحوم) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ مکرم ستار ابراہیم صاحب (وانڈزورتھ جماعت) کی والدہ تھیں۔ آپ نے ۸۶ سال کی عمر میں ۱۸/جنوری ۲۰۰۰ء کو وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس موقع پر مکرم ڈاکٹر شمس الحق صاحب طیّب (آرتھوپیڈک سرجن۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد) کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

۱۷/جنوری کو رات ۱۰، ۱۱ بجے کے درمیان انہیں بعض ظالموں نے نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔

موصولہ اطلاعات کے مطابق آپ ۱۰ بجے ہسپتال سے فارغ ہو کر نکلے اور ۱۱ بجے کے قریب انہیں ان کی کار میں اس حالت میں پایا گیا کہ ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے، سر پر گولی لگی ہوئی تھی اور آپ وفات پا چکے تھے۔ ۱۸/جنوری کو پہلے فیصل آباد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور پھر اسی دن بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور قطعۂ شہداء میں دفن ہوئے۔ شہید کی عمر ۳۸ سال تھی۔ بیوہ کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے ۱۷/دسمبر ۱۹۹۹ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۲ پر شائع شدہ نظم میں بعض اغلاط رہ گئی ہیں۔ دوسرے بند کے پہلے شعر کے پہلے مصرعہ میں لفظ 'تو' زائد ہے۔ اصل شعر یوں ہے:

ہماری اے خدا کر دے وہ تقدیر　　کہ جس کو دیکھ کر حیراں ہو تدبیر

☆......اسی طرح آخری بند کے دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں لفظ بلبلیں نہیں بلکہ بلبل ہے۔ اسے یوں پڑھا جائے:

بنیں ہم بلبلِ بستانِ احمد　　رہے برکت ہمارے آشیاں میں

☆......نیز یہ نظم 'کلام محمود' سے لی گئی ہے۔ غلطی سے اس کا حوالہ 'درثمین' کا شائع ہو گیا ہے۔

ادارہ اس فرو گذاشت پر قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

علامہ اقبال۔ لاہور کے ٹاؤن ہال میں

انگریز حکمرانوں کی خدمت میں سروں کے نذرانے

(شیخ عبدالماجد۔ لاہور)

۱۹۱۸ء کا دور دورہ ہے۔ لاہور کے ٹاؤن ہال میں برطانیہ کے مصارف جنگ کے لئے روپیہ جمع کرنے اور فوجی بھرتی کے سلسلہ میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جلسہ میں علامہ اقبال سمیت مسلم و غیر مسلم، سرکاری و غیر سرکاری عمائدین تمام اضلاع سے حاضر ہیں۔ صدارت کے فرائض گورنر پنجاب سر مائیکل اوڈوائر (Sir Michael O'Dwyer) ادا کر رہے ہیں۔

مولوی رحیم بخش (پریذیڈنٹ کونسل بہاولپور کی تقریر جاری ہے۔ آپ فرمارہے ہیں:

"ہمارے عقیدہ میں شہنشاہ "ظل اللہ" ہے۔ اس کے حکم کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھنا چاہئے......اسلام کی تیشلیٹی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ہے۔ اسلام کی برادری سب مسلمانوں کو بھائی سمجھتی ہے"۔ (پیسہ اخبار لاہور ۵؍مئی ۱۹۱۸ء)

یہ نظریہ کہ انگریز بادشاہ "ظل اللہ" ہے، دراصل وہی نظریہ تھا جس کا اعلان علامہ اقبال کچھ عرصہ قبل، انگریز ملکہ کو "سایۂ خدا" کہہ کر کر چکے تھے اور جس نظریہ کی حکومت برطانیہ کے واسطہ سے برصغیر کی مختلف زبانوں میں تشہیر ہو چکی تھی۔ ملکہ وکٹوریہ انگلستان کی وفات پر علامہ اقبال نے ایک سو دس اشعار کا ایک "ترکیب بند" مسلمانوں کے اس ماتمی جلسہ میں پڑھا جو کہ لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جسے "اشک خون" کے عنوان سے مطبع مفید عام لاہور میں ۱۹۰۱ء میں چھاپا گیا۔ اس مرثیہ کا انگریزی ترجمہ کرنے کی اقبال نے خود سعادت حاصل کی۔ دو شعر یہ تھے:

اے ہند تیرے سر سے اٹھا "سایۂ خدا"
اک غمگسار، تیرے مکینوں کی تھی، گئی

اس کا انگریزی ترجمہ از علامہ اقبال ملاحظہ ہو:

Tear of Blood

The shadow of God is no more over thy head. O India! The friend of thy poor is gone.

میت اٹھی ہے شاہ کی تعظیم کے لئے
اقبال اڑ کے، خاک سر راہ گزار ہو

(باقیات اقبال)

The Royal Coffin is raised. O Iqbal! stand up in respect, turned into the dust of the way.

☆......☆......☆

دو لاکھ رنگروٹوں کی بھرتی

جنگ عظیم زوروں پر تھی۔ انگریز، خاص طور پر پنجاب کے شیر دل جوان، فوج میں بھرتی کرنا چاہتا تھا۔ اس دربار یا جلسہ کی جو گورنر پنجاب اوڈوائر (O'Dwyer) کی صدارت میں منعقد ہو رہا تھا۔ سب سے اہم غرض وہ ریزولیوشن پاس کرنا تھی جو پنجاب سے دو لاکھ رنگروٹ بھرتی کرنے کے بارہ میں پیش ہونے والا تھا۔ اس کارروائی سے قبل مولوی رحیم بخش (بہاولپور) نے مسلمانوں کے عقیدہ کی تائید میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا شرعی فتویٰ پڑھ کر سنایا جس میں کہا گیا تھا کہ:

"جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ملک حبشہ میں جو مقبوضہ نصاریٰ تھا بھیج دیا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتے تھے"۔

"اور جب مسلمان رعایا بن کر ہندوستان میں رہے اور حکام سے عہد و پیمان کر چکے کہ کسی حاکم یا رعایا و حکام کے جان و مال میں دست اندازی نہیں کریں گے اور کوئی امر خلاف اطاعت نہ کریں گے تو مسلمانوں کو خلاف عہد و پیمان کرنا یا کسی قسم کی خیانت، مخالف حکام کرنا ہرگز درست نہیں۔ عہد کو پورا کرنے کی، مسلمانوں کے مذہب میں اس قدر تاکید ہے کہ شاید ہی دوسرے مذہب میں ہو۔ قال اللّٰهُ تَعَالیٰ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا میں بروز قیامت باز پرس ہوگی۔ عہد شکنی کی سخت ممانعت ہے اور کسی سے عہد کر کے اس کے خلاف کرنے پر بہت دھمکی دی گئی ہے"۔

(پیسہ اخبار لاہور۔ ۱۱؍مئی ۱۹۱۸ء)

بقول علامہ اقبال، "مسلمان عوام" کو جن میں مذہبی جذبہ بہت شدید ہوتا ہے صرف ایک چیز قطعی طور پر متاثر کر سکتی ہے اور وہ 'ربانی سند' ہے۔ چنانچہ مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کے ذریعہ 'ربانی سند' مہیا کر دی گئی۔ اس ضمن میں کسی ایسے شاعر کے منظوم کلام کی بھی ضرورت تھی جو پراثر، پردرد اور مبنی براخلاص ہو تاکہ پنجاب کے عوام میں بھرتی کے لئے جوش و خروش پیدا ہو۔ یہ ضرورت علامہ اقبال نے اپنی نظم "پنجاب کا جواب" پیش کر کے پوری کر دی۔

نظم سے ماقبل تقریر

علامہ نے نظم سنانے سے قبل جو تقریر کی اس کا خلاصہ پیسہ اخبار میں یوں درج ہے:

"شیخ محمد اقبال نے سلطنت برطانیہ کے اوصاف کی تعریف کر کے کہا کہ اس اصول کا تحفظ اگر ہندوستانی ہو یا اجنبی، محض انسانی نکتہ نگاہ سے اس کا تحفظ ہمارے لئے بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ کوئی قوم عظمت کی بلندیوں پر نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ وہ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت نہ کرے"۔

راقم عرض کرتا ہے کہ شاہ انگلستان کا ہندوستان کے نام پیغام دو امور کا متقاضی تھا۔ ایک تو یہ کہ ہندوستان وفاداری (Loyalty) کا بے غرض اور پراخلاص اظہار کرے۔ دوسرے یہ کہ جنگ کے لئے یہ ملک خاص طور پر پنجاب کثرت سے فوجی بھرتی کرے۔ علامہ اقبال نے ٹاؤن ہال لاہور کے دربار میں جو منظوم کلام، شرعی فتویٰ کے بعد پیش کیا اس میں یہی دو امور نمایاں تھے۔ ایک یہ کہ ہم بالکل بے لوث اور بے غرض ہو کر اپنی Loyalty (وفاداری) کا اظہار کرتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اس ہنگامہ میں ہمارے سروں کے نذرانے حاضر ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ نظم کا پہلا مصرع یہ تھا:

"اے ناخدائے خطۂ جنت نشان ہند"

(پیسہ اخبار ۵؍مئی صفحہ ۸، ۹)

علامہ اقبال کی طرف سے وفاداری (Loyalty) کا پرخلوص اظہار

مزید دو بند ملاحظہ ہوں:۔

اخلاص بے غرض ہے، صداقت بھی بے غرض
خدمت بھی بے غرض ہے اطاعت بھی بے غرض
عہد وفا و مہر و محبت بھی بے غرض
تخت شہنشہی سے عقیدت بھی بے غرض
ہنگامہ وغا میں مرا سر قبول ہو
اہل وفا کی نذرِ محقر قبول ہو

آخری بند میں علامہ نے اس دلی تمنا کا اظہار کیا تھا کہ یا باری تعالیٰ! عدل و انصاف قائم کرنے والی اور امن و سکون عطا کرنے والی اس انگریز گورنمنٹ کا سایہ دائمی طور پر ہمارے سروں پر قائم رکھنا۔

چنانچہ فرماتے ہیں ۔

جب تک چمن کی جلوۂ گل پر اساس ہے
جب تک فروغ لالۂ احمر لباس ہے
جب تک نسیم صبح، عنادل کو راس ہے
جب تک کلی کو قطرۂ شبنم کی پیاس ہے
قائم رہے حکومت آئیں اسی طرح
دبتا رہے چکور سے شاہیں اسی طرح

انگریز گورنر سر اوڈوائر کا اعتراف

اقبال سمیت تمام عمائدین اور انجمنوں کی کاوشیں رنگ لائیں۔ مسلمانان پنجاب نے وفاداری کا پرخلوص اظہار کیا اور اس کثرت سے فوجی بھرتی دی کہ گورنر اوڈوائر نے بعد میں حیرت و انبساط کے ملے جلے جذبات سے اعتراف کیا:

"The Punjab Mohammedans went to fight in Mesopotamia, Palestine and Egypt in a spirit of loyal duty."

("India-As I knew it"- by Sit Michael O'Dwyer- London Constable and Co. Ltd 1925. Page 415)

کہ پنجاب کے مسلمان عراق، عرب، فلسطین اور مصر میں وفادارانہ فرض (لائل ڈیوٹی) کے جذبہ سے لڑنے کے لئے پہنچے۔

نظم میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ پنجاب کے عوام کی (خاص طور پر مسلمانوں کی) تیغ خونخوار، دشمن کے سروں کو ان کے تن سے جدا کر دے گی۔ ان کے سودائے خام کا خاتمہ کر دے گی۔ واضح رہے دشمن کی اس صف میں خلافت عثمانیہ بھی شامل تھی۔ ادارہ "ثقافت اسلامیہ" لاہور کی کتاب "خلافت اسلامیہ" حصہ سوم میں ہے:۔

"عالمگیر جنگ میں ہندوستان نے قریباً پندرہ لاکھ سپاہی دئے اور ہندوستانی ریاستوں نے اپنا سب کچھ انگریزوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ عراق، مصر اور شام میں ہندوستانی سپاہی (انگریزوں کے حق میں۔ ناقل) ترکوں کے خلاف لڑتی رہی۔ بیت المقدس میں پہلی فوج جو داخل ہوئی وہ "ٹوانہ لانسر" تھی۔ یہ لوگ ضلع شاہپور پنجاب کے مسلمان راجپوت تھے۔ (صفحہ ۱۶)

مولانا عبدالحلیم شرر کے مطابق "شریف مکہ نے بیت المقدس کے عیسائیوں کے ہاتھ میں جانے سے خوشیاں منائیں"۔

(پیسہ اخبار ۱۰؍فروری ۱۹۲۱ء)

بغیر کسی کارڈ کے استعمال سے جرمنی میں رہنے والوں کے لئے سستی ٹیلیفون کی سہولت

پاکستان: 55 فینی / 30 سیکنڈ

آپ کے اپنے گھر کے فون سے۔

ہمارے پاس ٹیلی فون کارڈز بھی موجود ہیں۔
کمیشن پر دس عدد سے زیادہ منگوا سکتے ہیں

Tel: 06233 480056 Fax: 06233 480057

Mobile: 0171 9073453

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

امریکہ میں اسلامیات اور اسلام

(محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر (مرحوم) کی ایک تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ جو "بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام اور اس کے نتائج" کے عنوان سے ماہنامہ تحریک جدید ربوہ (۶۷۔۱۹۶۶ء) میں بالاقساط شائع ہوئی۔ اس کا ایک حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کے اثر سے ایک اہم تبدیلی اہل امریکہ میں یہ ہوئی ہے کہ ان میں اسلامی علوم اور عربی زبان کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ ہوئی۔ پروفیسر حِتّی کے قول کے مطابق انیسویں صدی کے آخری ربع میں تمام امریکہ میں صرف ایک استاد تھا جس نے عربی زبان کا کورس لیا۔ اس سے قبل جو لوگ عربی زبان کا کورس لیتے تھے وہ اس غرض سے ہوتا تھا کہ اس سے انہیں عبرانی یا دیگر سامی زبانیں سیکھنے میں مدد ملتی تھی۔ بالفاظ دیگر امریکہ کی بعض یونیورسٹیوں میں سامی زبانوں کے عالم تو ہوتے تھے مگر عربی زبان کے عالم نہیں ملتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ایک لمبے عرصہ تک اسلامی کلچر اہل امریکہ کے لئے مدفون خزانے کی شکل میں رہا۔

گزشتہ جنگ عظیم تک امریکہ کی صرف دس یونیورسٹیوں نے عربی زبان کو اپنے ہاں داخلِ نصاب کیا مگر وہ بھی صرف گریجوئیشن کی سطح پر۔ پروفسر حِتّی کے خیال میں اسلامیات اور عربی زبان کے رواج نہ پاسکنے کی بڑی وجہ یہی تھی کہ یہاں کے باشندوں کو اسلام کے خلاف تعصب تھا اور اس کے علاوہ یہاں کے لوگوں کو اپنے نسلی تفوق اور ذہنی برتری پر بھی اس قدر فخر تھا کہ وہ اپنے کلچر کے سوا دوسرے لوگوں کے علم اور کلچر کے مطالعہ کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر امریکی تاریخ میں ایسے دور بھی گزرے ہیں جب عربی یا اسلامیات کا مطالعہ کرنے والے طالبعلم کے بارہ میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کے دماغ میں کوئی نقص ہے۔ دوسری جنگ عظیم نے امریکہ کو ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کردیا جس کی وجہ سے اسے ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ دیگر اقوام کے خیالات اور نفسیات سے واقف ہو اور بالخصوص مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور روایات سے اس کے نتیجہ میں جنگ کے دوران میں ہی امریکہ کی کئی یونیورسٹیوں میں عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کو نصاب میں داخل کردیا گیا اور اس وقت سے امریکہ میں شعوری طور پر یہ احساس پیدا ہوا کہ یہاں کے لوگ اسلامیات کے مختلف گوشوں سے تعارف پیدا کریں اور اسلامی ثقافت و تمدن کا مطالعہ کریں نیز ان مسائل کو بھی اپنے زیر مطالعہ لائیں جو آج کل عالم اسلام کو درپیش ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے ۱۹۴۷ء میں پرنسٹن یونیورسٹی نے اس کی طرف توجہ کی اور اس کے بعد مشی گن یونیورسٹی اور پھر ہاورڈ اور کولمبیا یونیورسٹیوں نے اسے اپنایا اور اپنے ہاں عربی اور اسلامیات کے سیکشن جاری کئے۔ اس کے بعد کیلیفورنیا، لاس اینجلیز کی یونیورسٹیاں بھی اس پروگرام میں شامل ہو گئیں۔

اسی طرح کینیڈا میں Megill University نے ۱۹۵۲ء میں ایک ادارہ قائم کیا جس میں مذہب اسلام کے متعلق خاص طور پر تحقیقات کی جاتی ہے۔ اس وقت امریکہ میں تقریباً بیس یونیورسٹیاں ایسی ہیں جہاں عربی زبان کے علاوہ اسلامی علوم، تاریخ اسلام، اسلامی قانون، اسلامی فلسفہ وغیرہ علوم سے متعلق اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم کا انتظام ہے اور ان تمام مضامین میں ایم۔اے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دی جاتی ہیں۔ اس بارہ میں پروفیسر حِتّی لکھتے ہیں:

"وقت قریب آرہا ہے جبکہ امریکہ کی کوئی یونیورسٹی ایسی نہیں ہوگی جس میں اسلامیات سے متعلق تعلیم اور ریسرچ کے مواقع واسباب موجود نہ ہوں جن میں یہ کچھ نہیں ہوگا وہ اپنے آپ کو قابل فخر قرار نہیں دے سکیں گی"۔

(پاکستان ڈائری بحوالہ طلوع اسلام ۳؍ستمبر ۱۹۵۵ء)

اب خدا کے فضل سے امریکنوں میں اسلام کے متعلق کتابیں لکھنے کا رجحان ترقی کررہا ہے اور ان کے رویے میں پہلے کی نسبت بہت تبدیلی آچکی ہے اور اب جو کتابیں وہ لکھ رہے ہیں ان میں اسلام کے متعلق ان کا رویّہ ہمدردانہ ہے۔ چنانچہ ایک عیسائی محقق کا مضمون امریکن رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ کی جون ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں "Islam the Misunderstood Religion" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مصنفین نے اسلام پر کتب لکھی ہیں جن میں سے بعض کتب کے نام یہ ہیں:۔

1-Islam- by John Alden Williams 1961.

2-Understanding of Islam by James Kritzee 1960

3-Islam and tha West- by Philip K.Hitti-1962

4-The Call of Minaret by Keneth Cragg. 1956

5-Islam the Straight Path by Kenth W.Morgan.

اس وقت (۶۷۔۱۹۶۶ء میں۔ ناقل) جماعت احمدیہ کے چار مبلغ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین کی کوششوں سے اب تک خاصی تعداد میں امریکن حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام قبول کرنے والے یہ مسلمان خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص اور اسلامی احکام پر عمل کرنے والے ہیں اور باقاعدہ جماعت کے ساتھ منسلک ہیں۔ جماعتی اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ بھی دیتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے علاوہ مسلمانوں کی اور بھی بہت سی جماعتیں ہیں۔ واشنگٹن میں سب سے اہم اسلامک سنٹر ہے جس کی تعمیر میں تمام اسلامی ملکوں نے حصہ لیا ہے۔ اس تبلیغی سنٹر کے متعلق ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم ڈائریکٹر ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور جنہیں متعدد مرتبہ امریکہ جانے کا موقع ملا اور جنہوں نے وہاں کے مسلمانوں کی مذہبی حالت کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا، لکھتے ہیں:

"سب سے عظیم الشان مسجد واشنگٹن میں بنائی گئی ہے جو تمام اسلامی مملکتوں کے چندے سے بنی ہے، اس کو اسلامک سنٹر کہتے ہیں۔ اس سنٹر پر غالبًا ایک ملین ڈالر سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے لیکن یہاں بھی نہ باقاعدہ نماز کا انتظام ہے اور نہ اسلام کے متعلق تعلیم و تلقین اور تبلیغ کا کوئی ادارہ ہے۔ بس ایک بے روح خوبصورت جسم ہے۔ تعجب ہے کہ امریکہ میں رہتے ہوئے بھی مسلمان عیسائیوں کے دینی اداروں سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے کہ وہاں کس قدر اعلیٰ درجہ کی تنظیم اور تعلیم کا انتظام ہے۔ نہ کوئی صحیح جذبۂ دین ہے جو عمل کی صورت اختیار کرسکے اور نہ ہی کوئی معقول انسان ان مسجدوں میں ملتا ہے"۔

(ماہنامہ ثقافت۔ستمبر ۱۹۵۶ء)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے یہی صاحب لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کا ایک فرقہ تمام دنیا میں تبلیغ کے لئے عیسائیوں کی طرح مشنری بھیجتا ہے .... اس فرقے کے علاوہ دیگر علماء اور مُلّا فرقہ داری مناقشوں میں الجھے ہوئے ہیں یا اپنی ذاتی اغراض کے احاطے سے باہر قدم نہیں رکھتے۔ تمام عالم اسلامی میں سے دس بیس اہل دل بھی ایسے نہیں مل سکتے جو امریکہ میں جاکر اسلام کا کام کرسکیں۔ مُلّا جدید تعلیم سے عاری ہے اور ہمارے مغرب زدہ تعلیم یافتہ لوگ نہ مسجدوں کی امامت پر آمادہ ہوتے ہیں اور نہ تبلیغ و تعلیم کا کام کرنا چاہتے ہیں"۔

(ماہنامہ ثقافت ستمبر ۱۹۵۶ء)

امریکہ میں اس وقت ۱۶ مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص اور جوشیلے احمدی پائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں جماعت احمدیہ کو تبلیغ اسلام کے کام میں جو بھاری کامیابی حاصل ہوتی ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے پاکستان میں امریکی سفارت خانے کا ترجمان "پے نوراما" (Panorama) لکھتا ہے:

"1000 American converted by Ahmadiyya."

(۳؍جنوری ۱۹۵۲ء صفحہ ۸)

یعنی امریکہ میں ایک ہزار نو مسلم جماعت احمدیہ کی مساعی کے نتیجہ میں اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔

یہ خدا کا فضل ہے کہ اب امریکہ میں عیسائیت کی ناکامی کا آغاز ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں جب یہ عظیم براعظم اسلام کی آغوش میں ہوگا۔

چند سال ہوئے ایک امریکن پادری نارمن ونسنٹ پیل (Norman Vincent Peal) نے امریکہ میں عیسائیت کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے مشہور عالم رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے:

"گزشتہ سال موسم بہار میں عوامی رجحانات کا جائزہ لینے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں پتہ چلا کہ گرجوں میں حاضری روز بروز گر رہی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب کا زور روز بروز کم ہوتا جارہا ہے ان کی تعداد پہلے کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہے۔

ایک اور جدید رجحان یہ ہے کہ بائبل کو خدا کا مستند الہامی کلام تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لیا جارہا ہے۔ یہ محض ایک دینی کتاب کے طور پر استعمال کی جاتی ہے اور اس منہ بولتی تصدیق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کہ "خداوند کا فرمان اور اناجیل وہ بنیادیں ہیں جن پر پروٹسٹنٹ ازم قائم ہے۔ جب یہ بنیاد کمزور ہو جائے تو پھر پوری عمارت کا متزلزل ہونا لازمی ہے"۔

(بحوالہ انصاراللہ، دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۴۳،۴۲۔

مرسلہ: ڈاکٹر اسحاق خلیل، سوئٹزرلینڈ)

☆......☆......☆

(یہ صورت حال آج سے ۳۳ سال پہلے کی ہے۔ اس عرصہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو صرف امریکہ میں جو ترقیات خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں اور جس طرح جماعت احمدیہ امریکہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے مختلف میدانوں میں عظیم الشان قربانیوں اور خدمات کی توفیق پا رہی ہے اور اس کے جو نیک اثرات مترتب ہو رہے ہیں یہ ایک نہایت دلچسپ اور ایمان افروز اور طویل مضمون ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ امریکہ سے ہی احمدی مضمون نگار اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے اور اپنی نگارشات ادارہ الفضل انٹرنیشنل کو اشاعت کے لئے بھجوا کر شکریہ کا موقعہ بخشیں گے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔) (مدیر)

Want to Import a Car?

We are an exporter of used and reconditioned Japanese cars around the world.Without the customer satisfaction, we would'nt be in business for over 20-years. It always pays to know the right people.

Minon Chan Corporation

1-5-3-211 Odai,Adachi-Ku,Tokyo-120-0046 Japan.

Tel: (03) 3879-0255 Fax: (03) 3879-0309

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں مین رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰ر مئی ۹۹ء میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب شہید کے اخلاق فاضلہ کے بارہ میں متعدد احباب نے تحریر کیا ہے۔ مکرم ابن عادل صاحب بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقع پر جب محترم میاں صاحب مہمانخانہ مستورات میں ڈیوٹی پر تھے تو رات گئے ایک خاتون وہاں پہنچی جبکہ انتظامات کرنے والے کارکن واپس جاچکے تھے۔ اس خاتون کو کسی کمرہ میں جگہ نہ مل سکی اور وہ برآمدہ میں ہی لیٹ گئی تو میاں صاحب اطلاع ملنے پر وہاں آئے اور کچھ فرنیچر اس طرح اُس کے گرد رکھوادیا کہ اُسے سردی نہ لگے اور بعد ازاں اپنا اوورکوٹ بھی اتار کر اُسے دیدیا کہ وہ اسے اوڑھ لے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ر مئی میں مکرم ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد صاحب اپنے خالہ زاد بھائی محترم مرزا غلام قادر صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بچپن میں قادر کی توجہ پڑھائی کی طرف نہیں تھی۔ خالہ کو کئی بار قادر سے یہ کہتے سنا کہ قادر! تمہارے بھائی اور بہنیں پڑھائی میں اتنے اچھے ہیں لیکن تم اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں کرتے۔ ...... جیسے جیسے قادر کی عمر بڑھی ان میں ایک نمایاں تبدیلی آنے لگی اور ایک دن پتہ چلا کہ وہ پورے پشاور بورڈ میں اوّل آئے ہیں۔ ایک مرتبہ میں بہت عرصہ بعد ایبٹ آباد پبلک سکول گیا اور اپنے ہاؤس ماسٹر صاحب سے ملا تو وہ پوچھنے لگے کہ تمہارا فلاں کزن کہاں ہوتا ہے اور فلاں کیا کرتا ہے۔ پھر کہنے لگے آپ سب ہی اچھے تھے لیکن قادر کی بات ہی کچھ اَور تھی۔ ...... ربوہ آنے کے بعد جماعت کے لئے انتھک محنت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کی ایسی خدمت کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ کہاں ایک الیکٹریکل انجینئر اور کہاں زمینداری۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے والد کی زمینیں اس طرح سنبھال لیں جیسے کوئی ماہر زمیندار سنبھالتا ہے۔ جب اس کا جنازہ اٹھا ہے تو اس کی والدہ بلند آواز میں بار بار یہ دہراتی تھیں "خدایا! تیرا شکر ہے کہ تُو نے ہمیں ایسا بیٹا دیا"۔ "قادر جزاکم اللہ"۔ یہ ہے ماں کے پاؤں تلے جنت ہونا کہ اُس کی ماں بیٹے کو ان جملوں کے ساتھ رخصت کرے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲ر مئی ۹۹ء میں شائع ہونے والی محترمہ صاحبزادی امۃالقدوس بیگم صاحبہ کی ایک نظم سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کیا کیا ادا و ناز دکھاتا ہوا گیا
کتنے دلوں پہ برق گراتا ہوا گیا
کم گو بہت تھا، کچھ بھی زباں سے کہے بغیر
وہ داستانِ عشق سناتا ہوا گیا
کتنے دلوں کی ساتھ وہ تسکین لے گیا
اور ساتھ ہی سکوں بھی دلاتا ہوا گیا
اس خاندان کا وہ حسیں، دلربا سپوت
اس کا وقار و مان بڑھاتا ہوا گیا
مَیں ہوں غلامِ قادرِ مطلق، اُسی کا ہوں
ہر حال میں یہ عہد نبھاتا ہوا گیا

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ر مئی میں مکرم صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اپنے بھائی محترم مرزا غلام قادر شہید کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کو بات سمجھنے اور پرکھنے کا ملکہ حاصل تھا۔ جب بھی کوئی مشورہ مانگا تو پہلے مشورہ پر ہی بات ختم ہو جاتی۔ ...... آپ سکول کے زمانہ سے ہی غیرنصابی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے اور اپنے سکول کے سینئر پریفیکٹ اور فٹ بال ٹیم کے کپتان تھے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے کہا کہ غلام قادر شہید اتنی تیزی سے کام کرتے تھے کہ ہفتے کا کام دو دنوں میں کر لیتے تھے اور بڑی جلدی کام کو سمیٹتے تھے۔ بڑی پلاننگ سے کام کرتے تھے۔ وکالت مال ثانی اور وصیت کے نظام کو انہوں نے ہی کمپیوٹرائزڈ کیا۔ ...... مسجد مبارک سے ملحقہ ایک پلاٹ کی تزئین خدام الاحمدیہ کے سپرد ہے۔ ایک دوپہر تین بجے مَیں نے دیکھا کہ میاں غلام قادر صاحب مالیوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے کام کر رہے ہیں۔ اُن کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اُن کے اندر یہ احساس ہی نہیں تھا کہ میری بڑی کوالیفیکیشن ہے۔ بڑی عاجزی تھی۔ دس دفعہ بھی کوئی کام کہو تو چڑتے نہیں تھے۔

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خوبی غلام قادر شہید میں یہ نظر آتی تھی کہ وہ بہت صاف ستھرے رہتے تھے۔ ان کے بچپن کے بارہ میں بی بی امۃالمتین بتاتی ہیں کہ ہمارے گھر کے سامنے بچے کھیلا کرتے تھے۔ سب بچوں کے کپڑے گردوغبار سے میلے ہو جاتے تھے لیکن میاں غلام قادر تو ایسا لگتا تھا کہ لانڈری سے نکل کر آئے ہیں۔

محترم سید قمر سلیمان احمد صاحب نے بتایا کہ محترم مرزا غلام قادر صاحب نہایت نفیس آدمی تھے۔ اگر کسی سے اختلاف کیا تو ایک حد تک کیا اُس سے زائد نہیں۔ ...... سائیکلنگ کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ سائیکل پر لاہور سے پنڈی بھی گئے۔ شکار کا بھی شوق تھا اور نشانہ اچھا تھا۔ جسمانی طور پر بہت Tough تھے۔

محترم مرزا غلام قادر صاحب کو مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں مہتمم تجنید، مہتمم مال اور پھر مہتمم مقامی کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ جب آپ مہتمم مقامی تھے تو ایک موقع پر دریائے چناب میں شدید سیلاب آیا اور خدام امدادی سرگرمیوں کیلئے متحرک ہوگئے۔ مکرم کلیم احمد قریشی صاحب نے بتایا کہ اس موقع پر زیادہ جاگنے سے میاں صاحب کی آنکھیں سوج جاتی تھیں۔ کہتے تھے کہ مَیں گھر جاتا ہوں تو بیٹھا نہیں جاتا۔

محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے اپنے بیٹے کے متعلق بیان کیا کہ ۹۳ء میں جب قادر کو تحریک جدید کے نمائندہ کے طور پر حضور نے جلسہ سالانہ انگلستان پر بلایا تو فیصل آباد تک اُسے جو جماعتی گاڑی چھوڑنے گئی اس میں اس کی والدہ، بیوی اور بچے بھی تھے۔ اس موقعہ پر قادر نے اپنی والدہ اور بیوی کو کہا کہ چونکہ یہ گاڑی جماعت کے خرچ پر مجھے صرف ائرپورٹ چھوڑنے آئی ہے اور اس دوران اگر ذاتی کام کے لئے اسے استعمال کیا گیا تو یہ بھی ایک قسم کی خیانت ہوگی اس لئے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ واپسی پر راستہ میں رُک کر آپ نے کوئی خریداری نہیں کرنی۔ ...... مجھے اپنے بیٹے کی قربانی پر فخر ہے۔ اس نے اپنی قربانی سے ہمیں بھی افتخار بخشا۔ ...... میری زمینوں اور باہر کے تمام کام اُس نے سنبھال رکھے تھے اور مجھے ہر قسم کے آزار سے آزاد کر رکھا تھا، وہ میرا بازو اور میرا سہارا تھا۔

مکرم طاہر عارف صاحب کی ایک نظم سے تین اشعار ملاحظہ فرمائیں:

گلشنِ احمد معطّر ہوگیا
پھول مہکا اور سَرور ہوگیا
چاند کا ٹکڑا جو اترا لحد میں
گھر کا ہر ذرّہ منوّر ہوگیا
دیکھ کر اِک ابنِ فارس کا شعور
شوق قربانی کا گھر گھر ہوگیا

صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں قادر کے دفتر میں بیٹھا تھا اور مجھے جماعتی کام کے سلسلہ میں ایک چٹھی لکھنی تھی۔ چنانچہ مَیں نے کمپیوٹر کے پرنٹر میں سے ایک کاغذ لے لیا۔ قادر نے وہ کاغذ مجھ سے لے لیا اور اسی قسم کا ایک اَور کاغذ اپنی دراز سے نکال کر مجھے دیا۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ قادر نے اپنی ذاتی سٹیشنری دفتر میں رکھی ہوئی تھی۔

مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب نے بیان کیا کہ میاں صاحب بار بار کمپیوٹر پر پرنٹ لینے کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس طرح ضیاع ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک بار مَیں نے اپنا ذاتی لیٹر ہیڈ ڈیزائن کر کے اس کا پرنٹ لیا تو آپ ناراض ہوئے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کام کرنے والے تمام لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم نے انہیں کبھی غصے میں نہیں دیکھا۔ اگر کبھی کوئی نقصان ہوا ہے تو وہ خاموش ہوگئے مگر ڈانٹا کسی کو نہیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ر مئی ۹۹ء میں شائع شدہ مکرم انوار احمد صاحب کی نظم سے دو اشعار:

نشانِ راہ بنا، آسماں کا تارا ہوا
غلام قادر ہمارا، خدا کو پیارا ہوا
وہ دھوپ تھی کہ مجھے چھاؤں جیسی لگتی تھی
وہ چہرہ! جس کے لئے چاند استعارہ ہوا

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے دو اشعار پیش ہیں:

اپنی تمام خوشیاں جماعت پہ وار کے
اِک سلسلہ کا چل دیا خاموش کارکن
تُو خاندانِ پاک کا منفرد نوجواں
سر پر سوار خدمتِ دینِ متیں کی دُھن

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

اعزاز

☆ مکرمہ شازیہ کوثر صاحبہ نے رُھیل کھنڈ یونیورسٹی (بھارت) سے ایم۔اے پولیٹیکل سائنس میں اوّل آکر طلائی تمغہ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرم ڈاکٹر عبدالمومن خلیفہ آف کینیڈا کو اِمسال میڈیکل سوسائٹی آف نووا سکوشیا کا سینئر ممبرشپ ایوارڈ دیا گیا ہے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

سویڈن سے ماہنامہ "ربوہ" کا اجراء

جون ۹۹ء سے جماعت احمدیہ سویڈن کے زیراہتمام ایک نئے ماہنامہ کا اجراء عمل میں آیا ہے۔ بیس صفحات پر مشتمل پہلے پرچہ کے سات صفحات مقامی زبان سویڈش میں ہیں جبکہ باقی پرچہ اردودان احباب کے لئے ہے۔ رسالہ زرد رنگ کے کاغذ پر عمدہ طباعت کے ساتھ شائع ہوا ہے اور اس کا سرورق بھی بہت جاذب نظر ہے۔ سیاہ زمین پر سفید رنگ میں رسالہ کا نام اور سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۵۱ "وَ اٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ" درج ہے۔ جبکہ پس منظر میں سویڈن کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔

اس رسالہ کے نام کیلئے حضور انور کی خدمت میں تین نام تجویز کر کے عرض کیا گیا تھا کہ حضور ان ناموں میں سے کوئی نام منظور فرمادیں یا اپنی پسند سے کوئی اَور نام تجویز فرمادیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تین مجوزہ اسماء میں سے ہی ایک نام "ربوہ" پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کا اجراء ہر لحاظ سے جماعت احمدیہ سویڈن کیلئے بابرکت فرمائے۔

...... ❁ ...... ❁ ...... ❁ ......

ہمیں موصول ہونے والے بعض دیگر اخبارات و رسائل میں ہفت روزہ "بدر" کے شماروں کے علاوہ ماہنامہ "خالد" ربوہ مئی ۹۹ء، ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا مئی ۹۹ء، ماہنامہ "ستھیادوتن" کیرلہ (انڈیا) مئی ۹۹ء، سہ ماہی "یوگنڈ جورنال ڈیز جماعت" گرما ۹۹ء، ماہنامہ "مصباح" ربوہ مئی ۹۹ء، ماہنامہ "اخبار احمدیہ" برطانیہ مئی و جون ۹۹ء اور ماہنامہ "ستھیادوتن" کیرلہ (انڈیا) جون ۹۹ء، بھی شامل ہیں۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

22/01/99 - 28/01/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 28th January 2000

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.5
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 234 ®
02.10 Mulaqat With Hazoor With Itfal ®
03.05 Documentary: Exhibition from Rabwah
03.35 Urdu Class: Lesson No.167 ®
04.35 Learning Arabic Lesson 27
04.50 Homeopathy Class with Huzur, ® Rec:27.06.95 Lesson No.91
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.5 ®
07.05 Quiz History Of Ahmadiyyat: Lesson No.24
07.35 Siraiky Programme: Friday Sermon With Hazoor Rec: 22.01.99
08.40 Liqa Ma'al Arab: With Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.50 Urdu Class: Lesson No.167 ®
10.55 Indonesian Service: Dars Malfoozat
11.20 Bangali Service: Speech Contest by Lajna Various Bengali Items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon by Huzoor LIVE
14.0 Documentary: Exibition from Rabwah ®
14.30 Majlis e Irfan: With Huzoor
15.30 Friday Sermon by Huzur ®
16.30 Children's Corner: Bait Baazi
16.55 German Service: Quran and Bibel
18.05 Tilawat, Hadith
18.30 Urdu Class: Session No.168
19.35 Liqa Ma'al Arab(New) Rec: 27.01.00
20.35 Belgian Programme: Children's Class No. 18
21.10 Medical Matters: Topic: 'Health Services'
21.45 Friday Sermon by Huzur, ® Rec: 28.01.00
22.55 Majlis e Irfan

Saturday 29th January 2000

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.35 Children's Corner
01.10 Liqa Ma'al Arab with Hazoor, Rec.27.01.00
02.10 Weekly Preview
02.20 Friday Sermon by Hazoor ®
03.20 Urdu Class: Session No.168
04.25 Computer for everyone - Part 34 ®
04.55 Majlis e Irfan with Hazoor With Urdu Speaking guests
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
07.05 Children's Corner
07.35 Mauritian Programme
08.25 Medical Matters: Topic: 'Health Services'
08.55 Liqa Ma'al Arab with Hazoor
10.00 Urdu Class: Lesson No.168 ®
11.00 Indonesian Hour: Children's Corner,.....
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Danish Lesson no.11
13.15 Majlis e Irfan with Hazoor ®
14.10 Bengali Service
15.10 Children's Class(New) - Rec: 29.01.00
16.15 Quiz Khutbat –e- Imam Quiz From the 25th September and 2nd October 1998 Khutba's
16.45 Hikayat-e-Shereen: Story No. 10
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Darsul Hadith, Preview
18.30 Urdu Class: Lesson No.169
19.45 Liqa Ma'al Arab With Hazoor
20.55 Philosophy Of The Teachings Of Islam With Munir Adilbi Sahib
21.25 Children's Class: Rec: 05.02.00 ®
22.25 Majlis e Irfan with Huzoor
23.35 Documentary: Behreen ®

Sunday 30th January 2000

00.05 Tilawat, News
00.45 Quiz Khutbat –e- Imam
01.10 Liqa Ma'al Arab With Hazoor
02.10 Canadian Horizon: Various Programmes
03.10 Urdu Class with Huzoor ® Lesson no.169
04.15 Seeratun Nabi (saw)
04.25 Learning Danish: Lesson No.11 ®
04.55 Children's Mulaqat with Huzoor ® Rec: 29.01.00
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.10 Quiz Khutbat –e- Imam Part 1 ®
07.35 Majlis e Irfan with Huzoor ®
08.50 Liqa Ma'al Arab with Huzoor, ®
09.50 Urdu Class with Huzoor ® Lesson No.169
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.153
13.10 Friday Sermon: Rec: 28.01.00
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Mulaqat with German speaking friends
16.25 Children's Corner
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class: Lesson No.178
19.40 Liqa Ma'al Arab: With Huzoor
20.45 Albanian Programme 'Introduction of Islam, Part 1'
21.20 Dars ul Quran by Huzoor : Class No. 17
22.55 Mulaqat With German Speakers

Monday 31st January 2000

00.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.35 Children's Corner: Class No. 51 Final Part
01.10 Liqa Ma'al Arab No. 228 Rec: 21.11.96
02.10 Documentary: Photography (Part 3)
03.00 Urdu Class with Huzoor
04.05 Darsul Malfoozat
04.15 Learning Chinese
04.55 Mulaqat with Huzoor (English)Rec.29.01.00
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35 Children's Corner
07.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec.21.02.95
08.45 Children's Class
08.50 Liqa Ma'al Arab:
09.55 Urdu Class with Huzoor
10.55 Indonesian Service: F/S
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian Lesson no.49
13.05 MTA Sports: Badminton
13.35 Documentary
14.00 Bengali Service
15.00 Mulaqat with Huzoor Rec: 30.01.00
16.00 Children's Corner
16.25 Children's Corner: Class No. 52
16.55 Germen Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class
19.30 Liqa Ma'al Arab No. 231 Rec: 05.12.96
20.30 Turkish Programme
21.10 Islamic Teachings
21.55 Mulaqat with Huzoor Rec: 30.01.00
23.00 Learning Norwegian Lesson no.49
23.30 Documentary

Tuesday 1st February 2000

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Class No. 52 Rec: 20.01.96
01.05 Liqa Ma'al Arab: No. 23 Rec: 05.12.96
02.10 MTA Sports: Badminton
02.35 Documentary: 'Safar Hum Ne Kiya'
03.05 Urdu Class with Huzoor ®
04.25 Learning Norwegian Lesson no.49
04.55 Mulaqat with Huzoor With Young Lajna Rec: 30.01.00
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner: Class No. 52 Rec: 20.01.96
07.00 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 07.08.98
08.05 Islamic Teachings
08.55 Liqa Ma'al Arab: No. 231 Rec: 05.10.96
09.55 Urdu Class with Huzoor ®
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No. 34
13.0 Rencontre Avec Les Francophones Rec: 31.01.00
14.00 Bengali Service
15.00 Tarjumatul Quran Class No. 61 Rec: 05.06.95
16.05 Children's Corner: Yassarnal Quran Class, No.6
16.30 Children's Corner
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.35 Liqa Ma'al Arab No. 232 Rec: 10.12.96
20.35 Norwegian Programme. 'Islamic Usul Ki Philosophy No. 1'
21.05 Rencontre Avec Les Francophones
22.05 Hamari Kaenat No.31
22.30 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Class No. 61

Wednesday 2nd February 2000

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.40 Children's Corner- Yassarnal Quran Class No: 6®
01.00 Liqa Ma'al Arab No. 232 Rec: 10.12.96
02.05 Rencontre Avec Les Francophones
03.05 Urdu Class with Huzoor ®
04.15 Learning Swedish: Lesson No. 34
04.56 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Class No. 61 Rec: 05.06.95
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.40 Children's Corner – Yassarnal Quran Class No: 6®
07.00 Swahili Programme
08.10 Hamari kaenat no.31
08.50 Liqa Ma'al Arab No. 232 Rec: 10.12.96
09.55 Urdu Class with Huzoor ®
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Spanish: Lesson No. 21
13.05 Tabarukaat : Speech
13.55 Bengali Service Q/A Session With Hazoor with Bengali Friends Rec: 01.02.00
15.00 Tarjumatul Quran class No. 62 with Huzoor Rec:21.06.95
16.00 Children's Corner: Guldasta
16.30 Children's Corner 'Bait Bazi' Semi-Final
17.00 German Service
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.15 Urdu Class with Huzoor
19.15 Liqaa Ma'al Arab No. 232 Rec: 10.12.96
20.15 French Programme No.6
21.0 Mulaqat:With Bengali Friends
22.00 Durr-e-Sameen No. 12 Part 2
22.25 Tarjumatul Quran class No. 62 with Huzoor ® Rec: 21.06.95
23.30 Learning Spanish: Lesson No. 21

Thursday 3rd February 2000

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Guldasta ®
01.05 Liqa Ma'al Arab No. 233 Rec: 11.12.96
02.05 Mulaqat: With Bengali Friends
03.10 Urdu Class with Huzoor ®
04.15 Learning Spanish: Lesson No. 21
04.55 Tarjumatul Quran class No. 62 with Huzoor ® Rec: 21.06.95
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta ®
07.10 Sindhi Programme - Friday Sermon by Huzur Rec.09.04.99
08.0 Durr-e-Sameen No. 12 Part 2 'Chola Baba Nanak'
08.40 Liqa Ma'al Arab No. 233 Rec: 11.12.96
09.50 Urdu Class with Huzoor ®
10.55 Indonesian Service: Tilawat, More...
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic Lesson no.28
12.55 Mulaqat: With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec: 02.02.00
13.50 Bengali Service: F/S with Huzoor Rec.14.01.90
14.55 Homeopathy Class with Huzoor, Rec: 03.07.95 Class No. 92
16.00 Children's Corner: Yassarnal Quran Class No. 92
16.15 Children's Corner: Programme Waqfeen-e-nau
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class with Huzoor ®
19.35 Liqaa Ma'al |Arab No. 234 Rec: 12.12.96
20.35 MTA Lifestyle: Al-Maidah'Doughnuts'
21.05 Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec: 02.02.00
22.05 Quiz History Of Ahmadiyyat No. 25
22.35 Homeopathy Class with Huzoor Class No. 92 Rec: 03.07.95
23.40 Learning Arabic: Lesson no.28

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8 870 8517
Fax: (020) 8 875 0249

Vol. 7 | Friday, January 28, 2000 | Issue No. 4

جماعت احمدیہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کے

۳۱ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

اختتامی اجلاس میں وزیر مملکت کی شمولیت اور جماعت کی بے مثال خدمات کا اعتراف

(رپورٹ: میاں غلام مرتضیٰ - مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ تنزانیہ کا ۳۱واں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵ر، ۲۶ر ستمبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ، اتوار بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں پورے ملک سے دو دو تین تین دن کا سفر کر کے ۳۶۰۰ سے زائد احباب کرام پہنچے۔ بعض صوبہ جات سے سپیشل گاڑیوں کے ذریعہ بھی احباب پہنچے جو جلسہ سالانہ ربوہ کی یاد دلانے والے تھے۔ اس کے علاوہ ہمسایہ ملک یوگنڈا سے بھی ۱۶ رکنی وفد محترم امیر صاحب یوگنڈا کی قیادت میں پہنچا۔

جلسہ سالانہ کی تیاری

جلسہ سالانہ کے لئے ویسے تو سارا سال ہی تیاری جاری رہتی ہے لیکن باقاعدہ طور پر دو ہفتے قبل سب ڈیوٹیاں تقسیم کر دی گئیں۔ افسر جلسہ سالانہ محترم مصطفیٰ کپلیلو صاحب کی زیر نگرانی ہر ایک شعبہ کے نگران نے اپنے اپنے شعبہ کے انتظام کے لئے محنت سے کام کیا۔

اس جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ یہ جلسہ دارالسلام شہر کے کھلے اور بہت بڑے پارک 'نازی موجا' میں شامیانے لگا کر ہوا۔ اس کی اجازت کے سلسلہ میں حکام سے بھی بار بار رابطہ کرنا پڑا۔ اس طرح حکام تک بھی جماعت کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملا۔ اس طرح ایک اور بڑا فائدہ یہ ہوا کہ یہ جلسہ شہر کے مرکز میں اہم جگہ پر منعقد ہونے سے غیر احمدیوں کی ایک کثیر تعداد نے بھی اس جلسہ سے استفادہ کیا۔ اس طرح پورے دارالسلام میں جماعت کا بہت اچھے انداز میں چرچا ہوا۔

وقار عمل

اس دفعہ جلسہ چونکہ ایک وسیع گراؤنڈ میں منعقد کرنا تھا اس لئے جلسہ گاہ کی تیاری اور دوسرے انتظامات کے لئے بھی بہت زیادہ محنت درکار تھی۔ الحمد للہ احباب جماعت نے بہت زیادہ محنت سے جلسہ کے تمام کام اپنی مدد آپ کے تحت بہت اچھے انداز میں وقار عمل کرتے ہوئے مکمل کر لئے۔ مسجد دارالسلام کو بھی وقار عمل کے ذریعہ ہی رنگ و روغن کیا گیا اور سجایا گیا۔ اس طرح لنگر خانہ کے اہم شعبہ کے لئے مسجد سے ملحقہ پلاٹ کو احباب جماعت نے دن رات وقار عمل کر کے اس قابل بنایا کہ وہاں کھانا پکایا جا سکے۔ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس دفعہ لنگر خانہ کا سارا کام یعنی کھانا پکانا، تقسیم کرنا، برتن دھونا وغیرہ احباب جماعت نے خود ہی ذوق شوق سے کیا۔

جلسہ گاہ کے سٹیج کو خوبصورت کرنے کے لئے منارة المسیح کا ماڈل لکڑی سے تیار کیا گیا جو کہ حاضرین کی خاص دلچسپی کا موجب بنا رہا۔ اس ماہ خلاف توقع بارشیں ہو رہی تھیں اور یہ فکر تھی کہ کہیں جلسہ کے دنوں میں بھی بارش جلسہ کے انتظامات میں خلل نہ ڈال دے لیکن جلسہ کے دنوں میں عام موسم بہت ہی اچھا رہا اور بارش بھی نہیں ہوئی۔ الحمد للہ۔

جلسہ کا آغاز

جلسہ کا آغاز ۲۵ر ستمبر کی صبح تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد ایک دوست نے سواحیلی زبان میں نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرم و محترم مظفر احمد صاحب درّانی، امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی جماعت سے توقعات ملفوظات حضرت اقدس کی روشنی میں بیان فرمائے۔ جلسہ کے اس پہلے اجلاس میں مکرم امیر صاحب یوگنڈا مہمان خصوصی تھے۔ اس اجلاس میں اسوۂ رسولؐ، بچوں کی تربیت اور خاتم النبیینؐ کے موضوع پر بھی تقاریر کی گئیں۔

نماز ظہر و عصر اور کھانے کے بعد جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہٗ محترم شیخ محمود احمد شاد صاحب نے برکات خلافت اور جماعت احمدیہ کی فتح اور مکرم شیخ فرید احمد صاحب تبسم نے "دعوت الی اللہ کی اہمیت اور اس کے طریق" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی سیرۃ اور کارنامے کے عنوان پر شیخ بکری عبید صاحب نے تقریر کی۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا پہلا اجلاس صبح دس بجے مکرم علی موسیٰ صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مصطفیٰ کپلیلو صاحب نے جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۹ء کے بارہ میں اپنے تاثرات اور ایمان افروز واقعات بتائے۔ اس کے بعد مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے شادی بیاہ اور محترم شیخ یوسف عثمان کمبولایا صاحب نے اطاعت کے موضوع پر خطاب کیا۔

دوسرے دن کے آخری اجلاس میں وزیر مملکت جناب محمد سیف خاطب صاحب مہمان خصوصی تھے۔ تلاوت کے بعد ایک احمدی دوست مکرم محمد رفیق احمد صاحب نے بہت ہی پیاری آواز میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا سواحیلی زبان میں نغمہ پڑھا جس سے وزیر مملکت بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد وزیر مملکت نے خطاب کیا جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی تنزانیہ میں مثالی کام کرنے پر بہت تعریف کی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کرنے والی اور عوام کی خدمت گزار جماعت ہے۔ اور تنزانیہ کے لئے اس کی خدمات بہت ہی گراں قدر اور مثالی ہیں۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے وزیر مملکت کو چند جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا۔

بعد ازاں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مبلغین کرام نے بہت ہی اچھے طریقے سے جوابات دئے جس سے وزیر مملکت بہت متاثر ہوئے اور بہت دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے حاضرین سے اختتامی خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حلاوتِ ایمانی کے موضوع پر صحابہ کے واقعات بیان کئے کہ وہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے تھے اور یہ نظارہ آج صرف جماعت احمدیہ میں نظر آ رہا ہے۔ بالآخر شام ساڑھے چھ بجے اختتامی دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ سالانہ کی حاضری ۳۵۰۰ کے قریب تھی۔

جلسہ کے عام دنوں میں روزانہ باقاعدہ نماز تہجد باجماعت ہوتی رہی۔ اسی طرح بعد نماز فجر درسوں کا بھی انتظام تھا جس میں تربیتی امور کے متعلق بہت ہی اچھے انداز میں مبلغین کرام نے توجہ دلائی۔

تربیتی سیمینار

اس جلسہ میں ایک کثیر تعداد نو مبایعین کی بھی شامل تھی۔ مورخہ ۲۵ر ستمبر کو بعد نماز مغرب و عشاء تربیتی سیمینار منعقد ہوا جس میں نو مبایعین نے بھی اپنے اپنے ایمان افروز واقعات سنائے اور اسی طرح نو مبایعین کی تربیت کے لئے بھی پروگرام بنائے گئے۔

تبلیغی سیمینار

مورخہ ۲۶ر ستمبر کو بعد نماز مغرب و عشاء تبلیغی سیمینار منعقد ہوا جس میں داعیان الی اللہ نے تبلیغی واقعات سنائے اور آئندہ کے لئے بیعتوں کے ٹارگٹ کے حصول کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

بک سٹال و فوڈ سٹال

یہ شعبے مکرم مبارک محمود صاحب کی زیر نگرانی تھے۔ بک سٹال میں اسلامی لٹریچر اور تصاویر رکھی گئی تھیں جو کہ احمدی اور غیر احمدی احباب نے بہت ہی شوق سے خریدیں۔ فوڈ اسٹال میں گرم گرم چپس، سوڈا اور دیگر کھانے کی چیزیں بھی رکھی گئی تھیں۔

ٹی وی اور اخبارات میں اشاعت

اس جلسہ کے پروگرام کے کچھ حصے خبروں کے ساتھ ملکی ٹی وی پر تین چار دن دکھائے جاتے رہے اور جلسہ سے پہلے محترم امیر صاحب کا ایک انٹرویو بھی ملکی ٹی وی پر دکھایا گیا جو کہ جلسہ کے اغراض و مقاصد کے بارہ میں تھا۔ اسی طرح جلسہ کی کارروائی کو ملکی اخبارات نے بھی تصاویر کے ساتھ شائع کیا۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مدد کے ساتھ جماعت احمدیہ تنزانیہ کا یہ ۳۱واں جلسہ سالانہ بہت ہی کامیاب رہا۔ اور جماعت احمدیہ تنزانیہ کا ایک سنگ میل بنا۔ اس سے احباب جماعت نے بہت ہی علمی اور تربیتی فائدہ اٹھایا اور خدا کے احسانات کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو جلسہ کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

وقف جدید کو خدا تعالیٰ نے جو برکتیں عطا فرمائیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کے دل میں یہ تحریک، الٰہی تحریک ہی تھی اور جو ولولہ اللہ نے ڈالا تھا وہ الٰہی ولولہ ہی تھا جو ساری جماعت کے دلوں میں منتقل ہونا شروع ہوا۔

(ارشاد حضرت خليفة المسيح الرابع ايده الله تعالىٰ بنصره العزيز)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔